ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
24
www.tanzeem.org
8تا14 رمضان المبارک1437ھ/14تا20 جون2016ء

اس شمارے میں

ضرورت ہے ایک لیڈر کی

استقبال رمضان!

اقرا باسم ربك......

خاتون پر ہلکا تشدّد

رمضان المبارک اور جود وسخاوت

کیا اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات غلط ہیں؟

ان چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

روزہ میں گناہوں سے بچیں

رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''بہت سے روزہ رکھنے والے ایسے ہیں کہ ان کو روزہ کے ثمرات میں بجز بھوکا رہنے کے کچھ بھی حاصل نہیں اور بہت سے شب بیدار ایسے ہیں کہ ان کے لیے رات بھر جاگنے (کی مشقت) کے سوا کچھ نہیں۔'' (الترغیب والترہیب)

الحمد للہ، ہمارے اکثر مسلمان بھائی رمضان المبارک میں روزہ، نماز، زکوٰۃ، خیرات اور ذکر و تلاوت کا خوب اہتمام فرماتے ہیں مگر افسوس کہ وہ گناہوں اور معصیتوں میں حسب سابق منہمک رہتے ہیں۔ تاجر حسب معمول جھوٹ، دھوکہ، ملاوٹ، کم تولنے، کم ناپنے، جھوٹی قسمیں کھانے میں مبتلا رہتے ہیں۔ ملازمین ڈیوٹی کے اوقات پورے نہ دینے، کام پورا نہ کرنے اور بلاوجہ مالک کو پریشان کرنے میں لگے رہتے ہیں اور عام لوگ جو دوسری نوعیت کے گناہوں کے عادی ہیں جیسے فلم دیکھنے، گانے سننے وغیرہ میں مصروف رہتے ہیں۔ غرضیکہ یہ لوگ اپنی عبادت میں تو کچھ اضافہ کر دیتے ہیں لیکن معاصی کے چھوڑنے میں کچھ بھی کمی نہیں کرتے جو بہت ہی غفلت اور سخت کوتاہی کی بات ہے۔ ایسے لوگوں کی شب بیداری اور دن بھر بھوکا پیاسا رہنے کا کوئی فائدہ نہیں، کیونکہ رمضان المبارک کی تمام رحمتوں اور برکتوں کا حاصل صرف اور صرف یہ ہے کہ بندہ حق تعالیٰ جل شانہٗ کی جو نافرمانیاں کر چکا ہے اُن سے توبہ کرلے اور آئندہ معاصی سے مکمل پرہیز کرے، اور تمام فرائض و واجبات اور جملہ حقوق العباد کما حقہ ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرے اور ان امور کو پورے ماہ پابندی سے کرے تاکہ عادت ہو جائے اور پھر یہ معمول نیکیوں کے اس موسم بہار کے بعد بھی روزہ دار کی شخصیت کا حصہ بن جائے اور سال کے باقی مہینوں میں بھی دین پر ثابت قدمی برقرار رہے۔

مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی

الھدیٰ (710)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اصحابِ کہف کی تعداد

سُورۃُ الکھف | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت :22

سَیَقُوۡلُوۡنَ ثَلٰثَۃٌ رَّابِعُہُمۡ کَلۡبُہُمۡ ۚ وَ یَقُوۡلُوۡنَ خَمۡسَۃٌ سَادِسُہُمۡ کَلۡبُہُمۡ رَجۡمًۢا بِالۡغَیۡبِ ۚ وَ یَقُوۡلُوۡنَ سَبۡعَۃٌ وَّ ثَامِنُہُمۡ کَلۡبُہُمۡ ؕ قُلۡ رَّبِّیۡۤ اَعۡلَمُ بِعِدَّتِہِمۡ مَّا یَعۡلَمُہُمۡ اِلَّا قَلِیۡلٌ ۬ۚ فَلَا تُمَارِ فِیۡہِمۡ اِلَّا مِرَآءً ظَاہِرًا ۪ وَّ لَا تَسۡتَفۡتِ فِیۡہِمۡ مِّنۡہُمۡ اَحَدًا ﴿۲۲﴾

آیت ۲۲ ﴿سَیَقُوۡلُوۡنَ ثَلٰثَۃٌ رَّابِعُہُمۡ کَلۡبُہُمۡ ۚ وَ یَقُوۡلُوۡنَ خَمۡسَۃٌ سَادِسُہُمۡ کَلۡبُہُمۡ رَجۡمًۢا بِالۡغَیۡبِ ۚ وَ یَقُوۡلُوۡنَ سَبۡعَۃٌ وَّ ثَامِنُہُمۡ کَلۡبُہُمۡ ؕ﴾ ''اب یہ لوگ کہیں گے کہ وہ تین تھے' چوتھا اُن کا کتا تھا' اور کچھ لوگ کہیں گے کہ وہ پانچ تھے' چھٹا ان کا کتا تھا' یہ سب تیر تکے چلا رہے ہیں اندھیرے میں' اور کچھ لوگ کہیں گے کہ وہ سات تھے اور آٹھواں اُن کا کتا تھا۔''

﴿قُلۡ رَّبِّیۡۤ اَعۡلَمُ بِعِدَّتِہِمۡ مَّا یَعۡلَمُہُمۡ اِلَّا قَلِیۡلٌ ۬ۚ﴾ ''آپ کہیے: میرا رب بہتر جانتا ہے ان کی تعداد کو' نہیں جانتے ان (کے معاملے) کو مگر بہت تھوڑے لوگ۔''

قرآن مجید میں ان کی تعداد کے بارے میں صراحت تو نہیں کی گئی مگر اکثر مفسرین کے مطابق بین السطور میں آخری رائے کے درست ہونے کے شواہد موجود ہیں۔

جب وہ لوگ جاگے تھے تو اُن میں سے ایک نے سوال کیا تھا: ﴿کَمۡ لَبِثۡتُمۡ ؕ﴾ کہ تم یہاں کتنی دیر سوئے رہے ہو؟ اس سوال کا جواب قرآن حکیم میں بایں الفاظ نقل ہوا ہے: ﴿قَالُوۡا لَبِثۡنَا یَوۡمًا اَوۡ بَعۡضَ یَوۡمٍ ؕ﴾ انہوں نے کہا کہ ہم ایک دن یا ایک دن سے کچھ کم عرصہ تک سوئے رہے ہیں۔ یہاں پر قَالُوۡا چونکہ جمع کا صیغہ ہے اس لیے یہ جواب دینے والے کم از کم تین لوگ تھے' جبکہ اس سوال کے جواب میں ان کے جن ساتھیوں نے دوسری رائے دی تھی وہ بھی کم از کم تین ہی تھے' کیونکہ ان کے لیے بھی قَالُوۡا جمع کا صیغہ ہی استعمال ہوا ہے: ﴿قَالُوۡا رَبُّکُمۡ اَعۡلَمُ بِمَا لَبِثۡتُمۡ ؕ﴾۔ اس طرح ان کی تعداد سات ہی درست معلوم ہوتی ہے۔

یہاں جس بات کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ اس معاملے میں بحث کرنے اور جھگڑنے کی ضرورت ہی نہیں ہے:

﴿فَلَا تُمَارِ فِیۡہِمۡ اِلَّا مِرَآءً ظَاہِرًا ۪ وَّ لَا تَسۡتَفۡتِ فِیۡہِمۡ مِّنۡہُمۡ اَحَدًا ﴿۲۲﴾﴾ ''تو (اے نبی ﷺ!) آپ ان کے بارے میں جھگڑا مت کریں سوائے سرسری بحث کے' اور نہ ہی آپ پوچھیے ان کے بارے میں ان میں سے کسی سے۔''

یعنی جو بات دعوتِ دین اور اقامت دین کے حوالے سے اہم نہ ہو اس میں بے مقصد چھان بین کرنا اور بحث ونزاع میں پڑنا' گویا وقت ضائع کرنے اور اپنی جدوجہد کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے۔

فرمان نبویؐ

کتاب وسنت کا مقام

عَنۡ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: ((اِنَّ خَیۡرَ الۡحَدِیۡثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَ خَیۡرَ الۡھَدۡیِ ھَدۡیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ)) (مسلم کتاب الجمعۃ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین کلام، اللہ کی کتاب ہے اور سب سے اچھا طریقہ وہ ہے جسے محمد ﷺ نے پیش کیا ہے۔''

تشریح: یعنی قرآن اور سنت سے زندگی بسر کرنے کا جو طریقہ ثابت ہے اسے اختیار کرو۔ دنیا اور آخرت میں کامیابی اور فلاح کی راہ وہی ٹھیک ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں پیش کیا ہے اور سیدنا محمد ﷺ نے اپنی تیئس سالہ زندگی میں جس کے نقوش ثبت کیے ہیں۔ نادان ہے وہ شخص جو زندگی کے مسائل حل کرنے کے لیے اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت کو چھوڑ کر، دنیا کے ظاہری بڑوں اور مفکروں کا طواف کرتا پھرتا ہے کیونکہ بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے اور بہترین سیرت، محمد ﷺ کی سیرت ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی راہنمائی کے لیے نہایت اعلیٰ درجہ کے اصول بتائے۔ اس طرح نبی ﷺ نے زندگی بسر کرنے کا جو طریقہ اختیار فرمایا وہ نہایت معتدل، معقول اور فطرت انسانی کے عین مطابق ہے۔

ہمیں اِدھر اُدھر بھٹکنے کی بجائے قرآن وسنت کے مطابق زندگی گزارنی چاہیے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان' نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
8تا14رمضان المبارک 1437ھ جلد 25
14تا20 جون 2016ء شمارہ 24
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن' لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......450روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا---------------------(2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

ضرورت ہے ایک لیڈر کی

مسلمانوں کے سرزمین ہند پر قدم رکھنے سے پہلے ہندوستان میں جتنی اقوام داخل ہوئیں' جس کسی بھی مذہب سے اُن کا تعلق تھا' وہ ہندوازم میں ضم ہوگئیں۔ ہندو کی اسلام اور مسلمان دشمنی کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی اور یہی ہے کہ اسلامی تہذیب نہ صرف الگ تھلگ رہی بلکہ اُس نے ہندو تہذیب کو کافی حد تک اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ دیبل کے ساحل سے ہند میں داخل ہونے والے اور کوہِ ہندوکش سے داخل ہونے والے فاتح مسلمان حکمرانوں میں سے درجنوں ایسے تھے جن کے قابل رشک کردار اور مزاج کی اعلیٰ ظرفی کی وجہ سے ہندوؤں کی بہت بڑی تعداد مشرف بہ اسلام ہوئی۔ بہرحال کسی ایک مسلمان حکمران کے بارے میں بھی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اُس نے اپنے عوام کو مذہب تبدیل کرنے پر مجبور کیا ہو اور یہ بات سمجھنے کے لیے کسی راکٹ سائنس کی ضرورت نہیں سیدھی سی بات ہے کہ ایک ہزار سال تک ہندوستان میں مطلق العنان حکمران رہنے کے باوجود مسلمان ہندوستان میں اکثریت حاصل نہ کرسکے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان حکمرانوں نے وہ کام بھی نہ کیا جو اُن کا دینی فریضہ تھا یعنی تبلیغ دین سے بھی اجتناب کیا۔ یہ کام البتہ بزرگانِ دین جن کا حکومتی معاملات سے کوئی لینا دینا نہیں تھا اُنہوں نے کیا اور خوب کیا۔ اللہ، رسول اور کتاب سے نابلد اور ناواقف لوگوں کو مسلمان کیا۔ اُن میں لاتعداد مسلمان ایسے گزرے ہیں کہ اُن کی مسلمانی پر آج بھی رشک کیا جاسکتا ہے۔ البتہ جیسے بعض اقوام، قبائل اور خاندانوں کا مزاج ایسا ہوتا ہے کہ اُس کی جھلک بہرصورت کسی نہ کسی کھلے یا ڈھکے چھپے انداز میں سامنے آتی رہتی ہے، اسی طرح شاید وہ مٹی یا سرزمین جس میں کسی انسان نے جنم لیا ہوتا ہے' کچھ نہ کچھ اثر رکھتی ہے۔ اہل ہند کا اپنے مذہب کے ساتھ جذباتی تعلق عمل کی نسبت زیادہ گہرا نظر آتا ہے۔ خواص کی بات دوسری ہے البتہ عوامی سطح پر جذباتیت بڑی گہری دکھائی دیتی ہے۔ آبائی ہندو ہندوستان سے باہر بہت کم نظر آتا ہے لیکن جتنا ہندوستان کا ہندو مذہب کے بارے میں جذباتی ہے' ہندوستان سے باہر کا ہندو اُس قدر جذباتی نہیں ہوگا۔

پاکستان بھی چونکہ سرزمین ہند کو کاٹ کر بنایا گیا تھا لہٰذا پاکستانی مسلمان میں بھی جذباتیت عملیت پسندی کی نسبت بہت زیادہ ہے۔ پاکستان کا وہ مسلمان جو پنج وقتہ نماز پڑھنے کی تکلیف بھی گوارا نہیں کرتا۔ اللہ، رسول اور کتاب مقدس یعنی قرآن پاک کی توہین پر مرنے مارنے پر تُل جاتا ہے۔ اسلام جذبات کی بڑی قدر کرتا ہے۔ اور اپنے دین کے ساتھ ایک مسلمان کے جذباتی تعلق کو مثبت طرزِ عمل گردانتا ہے لیکن جذبات کو سختی سے احکاماتِ شریعت کا پابند رکھنا چاہتا ہے۔ جذبہ اگر شرعی پابندیوں کو پھلانگ رہا ہے تو دین اسلام اُس کی بھرپور نفی اور مذمت کرتا ہے اور اُس راستے کی رکاوٹ بنتا ہے۔ آج مسلمانانِ پاکستان کا مسئلہ اس کے سوا کیا ہے کہ اسلام اسلام کی رٹ لگانے کے باوجود وہ اپنے نفس کو

غیر شرعی عمل سے روک نہیں پا رہے۔ اور عملی طور پر ایک صالح انسان بننے کے لیے تسلسل سے محنت، مشقت اور صبر کا فقدان ہے۔ دینِ اسلام کی خاطر مرنے مارنے کو تیار ہیں، دولت جو بہت محبوب ہے، اُسے حج، عمرہ پر بے دریغ خرچ کرتے ہیں۔ مساجد ایسی خوبصورت اور آرام دہ بنا دی گئی ہیں کہ اچھی بھلی عمارتیں اُن کے سامنے ہیچ نظر آتی ہیں۔ نجی کمپنیاں ہسپتالوں میں مفت دوائیاں اور کھانے دے رہی ہیں۔ لاکھوں مدارس میں لنگر شب و روز چل رہے ہیں۔ قصہ مختصر ایک سروے کے مطابق خیراتی کاموں کے حوالہ سے اپنی شرح آمدنی کے تناسب کی بنیاد پر پاکستانی قوم دنیا بھر میں سرفہرست ہے۔ لیکن اور یہ بہت بڑا لیکن ہے کہ بازاروں میں لوٹ مار بھی عروج پر ہے۔ بددیانتی، دھوکہ، فریب اور جھوٹ نے معاشرے کی بنیادیں کھوکھلی کر دی ہیں۔ معاشرہ افراد کے کرتوتوں کی وجہ سے اس بُری طرح گل سڑ گیا ہے کہ اس کی سڑاند سے سانس بند ہو رہے ہیں۔ یہ اس بات کا منطقی نتیجہ ہے کہ اپنے مذہبی جذبات کو تسکین پہنچانے کے لیے شریعت محمدی کی پابندیوں کو توڑ پھوڑ دیا گیا ہے۔ پھر نفس ایک قدم اور آگے بڑھتا ہے۔ وہ ان کارناموں کی تشہیر اور نمائش کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔ شروع میں یہ تاویل بھی گھڑ لیتا ہے کہ دوسروں کو ترغیب دینے کے لیے ضروری ہے۔ پھر اس میں ایسا گم بلکہ مست ہو جاتا ہے کہ بلا دلیل اور تاویل وہ نمائش سے اپنی انا کی تسکین کرتا رہتا ہے۔ اُسے بہت سے ایسے حوالے بھی مل جاتے ہیں جس سے پختہ یقین ہو جاتا ہے کہ ان کارناموں کے بعد جنت ہاتھ سے نہیں جائے گی اور سب گناہ دھل جائیں گے لہٰذا یہ بات تو سمجھ آ گئی کہ دنیا میں مسجد بنانا جنت میں گھر بنانا ہے لیکن یہ بات سمجھ نہ آئی یا سمجھنی نہ چاہی کہ عمل صالح یہ ہے کہ پاک اور حلال روزی سے اللہ کے گھر کے لیے ایک اینٹ بھی مہیا کر دی تو دوسروں کا مال ہڑپ کر کے، رشوت لے کر یا زمینوں پر ناجائز قبضہ کر کے شاندار مساجد تعمیر کر دینے سے کہیں بہتر ہے۔ حج اور عمرہ کی ادائیگی قابل قدر اور انتہائی پسندیدہ عبادت ہے لیکن وہ اس فرمان نبوی کو بھول جاتا ہے کہ ایک مسلمان خانہ خدا پر حاضری دیتے ہوئے ملتزم سے چمٹ کر یا رب یا رب پکارتا ہے لیکن اللہ اُس کی نہیں سنتا اس لیے کہ اُس نے جو پہنا ہے وہ حرام ہے جو کھایا وہ حرام ہے۔

ہماری رائے میں آج ہم مسلمانانِ پاکستان جس ذلت و رسوائی سے دوچار ہیں اُس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ہمارے قول و فعل میں زبردست تضاد آ چکا ہے۔ ہم اللہ اکبر کا زوردار نعرہ لگاتے ہیں، حضور ﷺ کا اسم گرامی سن لیں تو اپنے انگوٹھے چومتے ہیں اور آنکھوں کو لگاتے ہیں لیکن ہمارے افعال کافروں سے بدتر ہیں۔ اگرچہ رقم کرتے ہوئے قلم کانپتا ہے۔ لیکن یہ حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ ہم پر منافقت مسلط ہو چکی ہے۔ سیکولر مسلمانوں نے مذہب اور ریاست کو الگ الگ کیا لیکن مبینہ طور پر مذہبی لوگ ایک لحاظ سے سیکولروں سے بھی دو ہاتھ آگے نکل گئے۔ اُنہوں نے دُنیوی امور اور عبادات کو الگ الگ کر دیا۔ پرانے زمانے کی قوموں کے اس طرزِ فکر کو کہ یہ حصہ خدا کا اور یہ حصہ ہمارے معبودوں کا اُسے ایک نئی اور جدید جہت دے دی گئی ہے۔ حج، عمرہ اور مساجد کی تعمیر یہ میری عبادات ہیں یہ اللہ کے لیے کروں گا۔ کاروبار اور دنیوی لین دین یہ میری دنیا کا معاملہ ہے۔ یہ ایسے کروں گا جس سے اس میں زیادہ سے زیادہ کامیابی حاصل ہو۔ اللہ، رسول اور شریعت کا اس سے کوئی واسطہ نہیں۔ یہ بات اگرچہ بآوازِ بلند کہی نہیں جاتی لیکن اکثریتی پاکستانی مسلمانوں کا عمل اس نظریہ اور سوچ کی تصدیق کرتا ہے۔ ایسی ہی کرتوتوں پر سابقہ قوموں پر عذاب نازل ہوئے۔ آج کسی رسول اور نبی کی عدم موجودگی کی بنا پر عذاب استیصال یعنی جڑ کاٹ دینے والا عذاب نازل نہیں ہوگا لیکن جس طرح ہم دنیا میں مکّو بنتے جا رہے ہیں۔ جس طرح ایٹمی قوت ہونے کے باوجود ہم پر خوف مسلط ہے، ہمارا ازلی دشمن اور ہمسایہ بھارت اپنے ملک میں ہونے والی ہر دہشت گردی کی واردات پر ہم سے ناک کی لکیریں نکلواتا ہے۔ بلکہ دنیا بھر میں کہیں بھی کوئی دہشت گردی کا واقعہ ہو جائے، انگلیاں ہماری طرف اُٹھتی ہیں۔ خود ملک میں ایک بہت بڑا طبقہ اس حوالہ سے اپنے آپ کو مجرم گردانتا ہے۔ اور بھارت سے ہمدردی کا اظہار کرتا رہتا ہے پھر یہ کہ جس طرح امریکی ڈرونز ہماری سرحدوں کے اندر من مانی کارروائیاں کر رہے ہیں۔ ذرا غور تو کیجیے کیا بنے گا اُس ریاست کی سلامتی کا، جہاں حالت یہ ہو کہ عسکری قیادت کا جس طرف منہ ہے، سیاسی قیادت کی اُس طرف پیٹھ ہے۔ کراچی، بلوچستان اور ملک کے دوسرے حصوں میں ہم جس طرح ایک دوسرے کے خون سے ہولی کھیل رہے ہیں۔ گویا فساد فی الارض کا بدترین نمونہ پیش کیا جا رہا ہے ملک کی آدھی سے زیادہ آبادی پر بھوک بُری طرح مسلط ہو چکی ہے اور روز بروز مزید آبادی اس بھوک کی زد میں آ رہی ہے۔ اِن تمام مسائل کا ایک ہی حل ہے کہ ہر قسم کی مصلحت کو رد کرتے ہوئے ہم زبان سے ہی نہیں بلکہ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے کہہ دیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پھر عملی طور پر اس پر ڈٹ جائیں، کشتیاں جلا دیں اور پلٹ کر نہ دیکھیں۔ غازی یا شہید، دوسرا کوئی آپشن نہیں۔ پاکستان کو ایسے لیڈر کی ضرورت ہے جو شیر کی ایک دن کی زندگی کو گیدڑ کی سو سالہ زندگی پر ترجیح دیتا ہو۔ جو اسلام پر جینے اور ایمان پر مرنے کا عزم رکھتا ہو یقیناً ضرورت ہے ایک ایسے لیڈر کی جو جذبات کا رخ موڑ دے۔ جو مسلمانوں کو مسلمان کر دے۔ جو پاکستان کو حقیقت میں پاکستان بنا دے۔ جو امتِ مسلمہ کے دورِ زریں کی یاد تازہ کر دے۔

رمضان المبارک کے دو متوازی پروگرام: دن کا روزہ اور رات کا قیام

استقبالِ رمضان!

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید ﷾ کے 3 جون 2016ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

ماہ رمضان کی آمد آمد ہے اور ہر مسلمان جانتا ہے کہ یہ کس قدر برکتوں اور رحمتوں کے نزول کا مہینہ ہے۔ اس ماہ مقدس میں اللہ کی رحمتیں ٹھاٹیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح ہوتی ہیں۔ عام دنوں کی نسبت اس مہینے میں ہر نیکی کا اجر 70 گنا بڑھ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ مغفرت اور نجات کا بھی مہینہ ہے۔ اگر خلوص نیت سے اس مہینے کی برکتوں سے استفادہ حاصل کیا جائے تو یہ مغفرت اور نجات کا ذریعہ بھی بن سکتا ہے۔ یعنی اس ماہ مقدس میں دنیا اور آخرت دونوں کے سدھرنے کا عظیم موقع ہے۔ کسی نے کہا:

موسم اچھا' پانی وافر' مٹی بھی زرخیز
جس نے اپنا کھیت نہ سینچا وہ کیسا دہقان!

اس عظیم موقع سے فائدہ اسی صورت میں اٹھایا جاسکتا ہے کہ انسان صحیح معنوں میں اس کے لیے تیار ہو۔ ذہنی تیاری انسان کی نفسیاتی ضرورت ہے اور اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے اللہ کے رسول ﷺ نے شعبان کے آخری روز ایک بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ یہ خطبہ رمضان کی تیاری اور استقبال رمضان کے حوالے سے قیامت تک تمام مسلمانوں کے لیے عظیم راہنمائی ہے۔ حضرت سلمان فارسی ؓ اس کے راوی ہیں اور امام بیہقی نے اپنی کتاب شعب الایمان میں اس خطبہ کو نقل کیا ہے۔ حضرت سلمان فارسی ؓ بیان کرتے ہیں کہ ماہ شعبان کی آخری تاریخ کو رسول اللہ ﷺ نے ایک اہم خطبہ ارشاد فرمایا:

((یَا اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّکُمْ شَھْرٌ عَظِیْمٌ شَھْرٌ مُبَارَکٌ ، شَھْرٌ فِیْہِ لَیْلَۃٌ خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ شَھْرٍ))

''اے لوگو! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے۔ جس کی ایک رات (شب قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔''

یعنی اس ماہ مقدس کا پہلا تعارف یہ ہے کہ یہ بہت عظمتوں والا ہے (ان عظمتوں کا ذکر آگے آئے گا)۔ دوسرا تعارف یہ ہے کہ یہ بہت برکت والا مہینہ ہے۔ اس کی تشریح آپ ؐ نے یہ فرماتے ہوئے خود کردی کہ اس میں ایک رات ایسی بھی ہے جس میں عبادت کرنا ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے۔

((جَعَلَ اللّٰہُ صِیَامَہٗ فَرِیْضَۃً وَقِیَامَ لَیْلِہٖ تَطَوُّعًا))

''اس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے ہیں اور اس کی راتوں میں بارگاہ خداوندی میں کھڑا ہونے (یعنی نماز تراویح پڑھنے) کو نفل عبادت ہی کی حیثیت حاصل ہے (جس کا بہت بڑا ثواب ہے)۔''

یعنی ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اس پورے مہینے کے روزے

مرتب: ابو ابراھیم

رکھے البتہ رات کا قیام فرض نہیں ہے لیکن قیام اللیل میں قرآن پڑھنے کی بھی خصوصی اہمیت، فضیلت اور برکت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے رمضان کا تعارف روزوں کے حوالے سے بعد میں کرایا ہے لیکن پہلے رمضان کا تعارف قرآن کے حوالے سے کرایا ہے: (البقرۃ:185)

﴿شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ﴾

''رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا''

یہ سب سے فضیلت والا مہینہ ہے تبھی تو اس میں ہر نیکی کا ستر گنا زیادہ اجر کا وعدہ ہے۔ لیکن قرآن کہتا ہے کہ یہ مہینہ سب سے افضل اس لیے ہے کہ اس میں قرآن نازل ہوا۔

﴿ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ ج﴾

''لوگوں کے لیے ہدایت بنا کر اور ہدایت اور حق و باطل کے درمیان امتیاز کی روشن دلیلوں کے ساتھ۔''

اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر جو بھی فضل فرمایا، رحمتوں کے جو بھی مظاہر ہیں، جو بھی نعمتیں عطا کیں ہیں، ان میں سب سے بڑی نعمت یہ قرآن ہے جو انسانوں کے لیے کامل ہدایت نامہ ہے۔ جس کی انسانیت کو سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ انسانیت کا اصل مستقبل داؤ پر لگا ہوا ہے۔ اس کی ابدی زندگی جہنم کا ایندھن بن رہی ہے۔ اس کو بچانے میں وہی کامیاب ہوں گے جو قرآن سے راہنمائی حاصل کریں گے۔ علاوہ ازیں دنیا میں مختلف نظریات و افکار پھیلا کر انسانوں کو گمراہ کیا جارہا ہے۔ ان گمراہیوں سے بچنے کے لیے بھی قرآن کی ضرورت ہے جو الفرقان بھی ہے یعنی حق اور باطل میں واضح دلیل کے ساتھ فرق کرنے والا۔

﴿فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ ط﴾ ''تو جو کوئی بھی تم میں سے اس مہینے کو پائے اس پر لازم ہے کہ روزہ رکھے''

ہر عاقل و بالغ مسلمان جو اپنی زندگی میں رمضان کو پائے تو اس پر پورے مہینے کے روزے رکھنا فرض ہے۔

﴿وَمَنْ کَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ط﴾ ''اور جو بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ تعداد پوری کر لے دوسرے دنوں میں۔'' ﴿یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ ز﴾ ''اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ سختی نہیں چاہتا۔'' ﴿وَلِتُکْمِلُوا الْعِدَّۃَ﴾ ''تاکہ تم تعداد پوری کرو'' ﴿وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰىکُمْ﴾ ''اور تاکہ تم بڑائی کرو اللہ کی اس پر جو ہدایت اُس نے تمہیں بخشی ہے'' ﴿وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾﴾ ''اور تاکہ تم شکر کرسکو۔''

اللہ تعالیٰ نے اس مقدس مہینے میں قرآن کی صورت میں عظیم ہدایت بخشی ہے، اس احسان پر شکر گزاری کا بہت

اہم موقع بھی یہی رمضان فراہم کر رہا ہے۔ چنانچہ خطبہ کے اگلے الفاظ ہیں:

((مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ))

"جو شخص اس مہینے میں اللہ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے کوئی غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل) ادا کرے گا تو اس کو دوسرے زمانہ کے فرضوں کے برابر اس کا ثواب ملے گا اور اس مہینہ میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے زمانہ کے ستر فرضوں کے برابر ملے گا۔"

انسان نیکی اس لیے کرتا ہے تاکہ اسے اللہ کا قرب اور اس کی رضا حاصل ہو جائے۔ اس نیت کے ساتھ رمضان میں جو نفلی عبادت کرے گا تو اسے دوسرے مہینوں کے فرض کے برابر اجر ملے گا اور ایک فرض کا ثواب ستر فرضوں کے برابر ملے گا۔ اسی لیے اس ماہ کو نیکیوں کا موسم بہار اور نیکیوں کی لوٹ سیل کا مہینہ کہا جاتا ہے۔ اس سے بھرپور فائدہ اُٹھانے کے لیے پہلے سے ذہنی تیاری ضروری ہے ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حسرت کے ساتھ کف افسوس ملتے رہ جائیں کہ۔

اب کے بھی شاخ سبز میں پتا نہ کوئی پھول
اب کے بھی دن بہار کے یونہی گزر گئے

آگے اس ماہ کی خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ﴾

"یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔"

یہ مہینہ واقعی صبر کا ہے اس لیے کہ اس میں جائز، حلال اور طیب چیزوں سے بھی انسان صبح صادق سے غروب آفتاب تک رُکتا ہے۔ یہ رکنا دراصل صبر اور تقویٰ کی ٹریننگ ہے۔ انسان کی نفسانی خواہشات میں حدود کو پھلانگنے کا رجحان پایا جاتا ہے جبکہ تقویٰ یہ ہے کہ انسان سارا سال اپنے آپ کو حرام سے روکے رکھے' گناہ سے باز آجائے اور منکرات سے اجتناب کرے۔ اسی کا نام صبر ہے۔ صبر کا مفہوم بہت جامع اور ہمہ گیر ہے۔ امام راغب اصفہانی نے صبر کے تین لیول معین کیے ہیں: (1) صَبْرٌ عَنِ الْمَعْصِيَةِ: گناہوں اور معاصی سے اپنے آپ کو روکنا۔ (2) صَبْرٌ عَلَى الطَّاعَةِ: اطاعت، بندگی اور دینی فرائض کی ادائیگی پر کاربند ہونا۔ اس کے لیے بھی استقامت درکار ہوتی ہے اور یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ (3) صَبْرٌ عِنْدَ الْمُصِيْبَةِ: مشکلات اور سختیوں میں صبر کرنا۔ خاص طور پر اقامت دین کی جدوجہد اور جہاد وقتال کے مراحل میں آنے والی سختیوں کو جھیلنا' برداشت کرنا اور پھر استقامت کا مظاہرہ کرنا۔ اس اعتبار سے گویا پورا دین صبر کی تشریح میں شامل ہے' یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں کئی مقامات پر صبر کو جنت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے' مثلاً سورۃ المؤمنون میں فرمایا: ﴿اِنِّىْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا ۙ اَنَّهُمْ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ﴿١١١﴾﴾ "آج میں نے ان کو بدلہ دیا ہے ان کے صبر کے طفیل' کہ آج یقیناً وہی کامیاب ہیں۔"

آگے خطبہ میں ارشاد ہے:

((وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ))

"یہ ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے"۔

غالباً اس کا مفہوم یہ ہے کہ خوشحال طبقہ کے لوگ جب روزہ رکھتے ہیں تو انہیں معاشرے کے محروم طبقات کے طرز زندگی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ ان پر صبح شام کیا بیتتی ہے۔ لہٰذا اس ماہ میں غم گساری اور ہمدردی کے احساسات انسان میں پیدا ہوتے ہیں۔

((وَشَهْرٌ يُزَادُ فِيْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ))

"اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مؤمن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔"

بظاہر دنیوی Calculation کے اعتبار سے لگتا ہے کہ روزہ میں قوت کار کم ہو جانے کی وجہ سے شاید منافع اور آمدن میں کمی ہو جائے لیکن جسے بھی اللہ اور اس کے رسولؐ پر یقین ہے اس کا اس پر ایمان ہے کہ رمضان میں اس کے رزق میں اللہ لازماً اضافہ کرتا ہے۔

((مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ لَهٗ مَغْفِرَةً لِذُنُوْبِهٖ وَعِتْقُ رَقَبَتِهٖ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّنْتَقَصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْءٌ))

"جس نے اس میں کسی روزہ دار کو افطار کرایا تو یہ اس کے گناہوں کی مغفرت اور آتش دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا۔ اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا' بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔"

روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی کیے بغیر افطار کرانے والے کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا جتنا روزہ دار کو ملے گا۔ یہاں بھی اس ماہ میں غمگساری اور ہمدردی کا پہلو نمایاں ہے کہ اس طرح معاشرے کے خوشحال اور محروم طبقات میں بھائی چارہ کی ایک فضا قائم ہوگی۔ مقصود یہ ہے کہ غرباء کو بلایا جائے جن کو عام دنوں میں پیٹ بھر کر کھانے کا موقع بہت کم نصیب ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا انتہائی پُرمغز خطبہ جاری تھا کہ حضرت سلمان فارسیؓ نے گویا درمیان میں یہ سوال پوچھ لیا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ كُلُّنَا يَجِدُ مَا يُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ

"اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم میں سے ہر ایک کو تو افطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا؟"

سلمان فارسیؓ درویش صحابہ میں سے تھے۔ جنہوں نے مکمل طور پر اپنے آپ کو آپؐ کی خدمت اور علمِ دین کے حصول کے لیے وقف کیا ہوا تھا۔ ان کے پاس کوئی ذرائع نہیں تھے کہ وہ کسی کو روزہ افطار کروا کر اتنا ثواب حاصل کر سکیں۔ یہاں آج کے انسان اور صحابہؓ کی سوچ کا فرق بھی نمایاں ہے کہ صحابہؓ نے کبھی شکایت نہیں کی کہ کچھ لوگوں کو اللہ نے اتنا زیادہ کیوں نواز دیا اور ہمیں کم کیوں دیا؟ بلکہ انہیں یقین تھا کہ یہ دنیا دارالامتحان ہے۔ جس کو جتنا زیادہ ملا ہے اس نے اسی قدر حساب بھی زیادہ دینا ہے۔ البتہ انہیں تشویش اس بات پر ہوئی کہ مالدار لوگوں کے پاس اجر وثواب کمانے کے جتنے زیادہ مواقع ہیں ہم تو ان سے محروم رہ گئے۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے ان کو تسلی دی اور فرمایا:

((يُعْطِى اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مَذْقَةِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَةٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِّنْ مَّاءٍ وَمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِيْ شَرْبَةً لَا يَظْمَاُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ))

"اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو دودھ کی تھوڑی سی لسی پر یا ایک کھجور پر یا صرف پانی ہی کے ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرا دے۔ اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پورا کھانا کھلا دے اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض (یعنی کوثر) سے ایسا سیراب کرے گا کہ جس کے بعد اس کو کبھی پیاس ہی نہیں لگے گی تاآنکہ وہ جنت میں پہنچ جائے گا۔"

یہاں بین السطور یہ پیغام پنہاں ہے کہ جس کو کچھ میسر نہیں ہے وہ اپنے ساتھ کسی کو پانی' دودھ یا لسی کے ایک گلاس میں بھی شریک کر لیتا ہے تو یہ بہت اجر وثواب کی بات ہے۔ لیکن اگر معاملہ یہ ہو کہ خود اپنے لیے تو پکوان سجے ہوئے ہوں اور دوسروں کو صرف شربت یا لسی کے دو گھونٹ کے اوپر افطار کروایا جا رہا ہے تو یہ پسندیدہ طرز عمل نہیں ہے۔ اس حوالے سے اصل بات یہ ہے کہ یہ صرف الفاظ نہ رہیں' بلکہ اس کی ایک عملی تعبیر سامنے آنی چاہیے اور ہمیں اس پر بالفعل عمل بھی کرنا چاہیے۔

آگے رسول اللہ ﷺ نے اس ماہ کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے ہر عشرہ کی الگ خصوصیات کا ذکر فرمایا:

((وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُـــهٗ رَحْمَةٌ وَّاَوْسَطُـــهٗ مَغْفِرَةٌ وَّآخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ))

’’اس ماہ مبارک کا ابتدائی حصہ رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آتش دوزخ سے آزادی ہے۔‘‘

حاصل یہ ہے کہ جس نے اس مہینے میں بھرپور فائدہ اٹھایا اس کے لیے رحمت، مغفرت اور جہنم سے نجات کی خوشخبری ہے۔ لیکن اس خوشخبری کا حق دار وہی بنے گا جس نے دن کا روزہ اور رات کا قیام نہ چھوڑا۔ رات کے قیام کی بنیادی شکل نماز تراویح ہے جو صحابہ کرامؓ کے دور سے چلی آرہی ہے۔ رات کے قیام کا مقصود یہ ہے کہ رات کا ایک حصہ قرآن پڑھنے، سمجھنے یا سننے میں گزارا جائے۔ اس کے لیے قیام اللیل کا جو لفظ قرآن میں استعمال ہوا ہے تو اس کا اطلاق دو تہائی یا نصف شب یا کم سے کم ایک تہائی رات پر ہوگا۔ جس کا حکم قرآن میں حضور ﷺ کو دیا گیا۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ o قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا o نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا o اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا o﴾ (المزمل: 1 تا 4)

’’اے (محمدؐ!) جو کپڑے میں لپیٹ رہے ہو رات کو قیام کیا کرو مگر تھوڑی سی رات یعنی نصف رات یا اس سے کچھ کم، یا کچھ زیادہ اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو۔‘‘

جس شخص نے اس ترتیب کے مطابق دن کے روزے اور رات کے قیام کا اہتمام پورے مہینے کیا تو یقیناً اسے اللہ کی رحمت بھی حاصل ہوگئی، مغفرت بھی مل گئی اور جہنم سے نجات کا پروانہ بھی گویا اللہ نے اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ رمضان کا اصل مقصود یہی ہے جس کے لیے ہم نے محنت کرنی ہے۔ قرآن نے کامیابی کا معیار یہ بتایا ہے۔

﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ط﴾ (آل عمران: 185)

’’تو جو شخص آتش جہنم سے دور رکھا گیا اور بہشت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچ گیا۔‘‘

لہٰذا اس مہینے میں جو محنت کرے گا۔ دن کے روزے اور رات کے قیام کے تمام تقاضے پورے کرے گا وہ گویا اپنا مقصود حاصل کرلے گا۔

استقبالِ رمضان کے خطبہ کے آخری الفاظ یہ ہیں:

((وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْكِهٖ فِيْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَـــهٗ وَاَعْتَقَـــهٗ مِنَ النَّارِ))

’’اور جو آدمی اس مہینے میں اپنے غلام و خادم کے کام میں تخفیف و کمی کردے گا‘ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا اور اس کو دوزخ سے رہائی اور آزادی دے دے گا۔‘‘

رمضان کا مہینہ ہر لحاظ سے رحمتوں، مغفرتوں اور برکتوں کا ذریعہ اور ہمدردی اور غمگساری کا مظہر ہے کہ روزے کی وجہ سے اگر اپنے ماتحت لوگوں کی ذمہ داری میں تخفیف کردی تو یہ بھی مغفرت اور نجات کا ذریعہ ہوگا۔

اس خطبہ میں بہت سی اہم چیزوں میں سے ایک قیام اللیل ہے۔ کئی احادیث میں روزے اور رات کے قیام کو رمضان کے دو متوازی پروگرام قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً ایک متفق علیہ حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَـــهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ‘ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَـــهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ‘ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ)) (رواہ البخاری ومسلم)

’’جس نے رمضان کے روزے رکھے ایمان اور اجر و ثواب کی امید کے ساتھ اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے گئے‘ اور جس نے رمضان (کی راتوں) میں قیام کیا (قرآن سننے اور سنانے کے لیے) ایمان اور اجر و ثواب کی امید کے ساتھ اس کے بھی تمام سابقہ گناہ معاف کر دیے گئے‘ اور جو لیلۃ القدر میں کھڑا رہا (قرآن سننے اور سنانے کے لیے) ایمان اور اجر و ثواب کی امید کے ساتھ اس کی بھی سابقہ تمام خطائیں بخش دی گئیں!‘‘

اگر دن کا روزہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک ہے تو رات کا قیام بھی رات کا ایک قابل ذکر حصہ ہونا چاہیے اور وہ وہی نصف شب، دو تہائی یا ایک تہائی شب ہے۔ آنحضور ﷺ نے بشارت دی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کے حق میں روزہ اور قرآن کی سفارش قبول فرمائیں گے۔ اس پر ان شاء اللہ آئندہ جمعہ کو گفتگو ہوگی کہ روزہ اور قرآن کا آپس میں کیا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس ماہ مقدس کی برکتوں سے بھرپور استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ☆☆☆

پریس ریلیز 10 جون 2016ء

حکومت کا سکول کے طلبہ کو عربی اور قرآن مجید کی تعلیم دینے کا عزم قابل تحسین ہے

البتہ عربی اور قرآن مجید کی تدریس کو نیشنل ایکشن پلان سے جوڑنا عجیب سا محسوس ہوتا ہے

حافظ عاکف سعید

حکومت کا سکول کے طلبہ کو عربی اور قرآن مجید کی تعلیم دینے کا عزم قابل تحسین ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطابِ جمعہ کے دوران کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ البتہ عربی اور قرآن مجید کی تدریس کو نیشنل ایکشن پلان سے جوڑنا عجیب سا محسوس ہوتا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ قرآن پاک پڑھانے کا بنیادی مقصد اِس قوم کے نونہالوں کو اللہ اور رسول کے احکامات سے آگاہی دینا اور زندگی میں کتاب وسنت سے رہنمائی حاصل کرنے کی تربیت دینا ہونا چاہیے۔ اُنھوں نے خبر کے اِس حصہ کو خطرے کی گھنٹی قرار دیا جس کے مطابق قرآن مجید اور عربی پڑھانے کا مقصد جدید اور روشن خیال پاکستانی مسلمان پیدا کرنا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ ترجمہ قرآن مجید جید علماء کا پڑھایا جائے نہ کہ اُن مذہبی سکالرز کا جو مین سٹریم سے تعلق نہیں رکھتے۔ اُنھوں نے کہا کہ عربی کی تعلیم کا یہ معیار ہونا چاہیے کہ ایف اے پاس طالب علم قرآن پاک کی عبارت کو کسی ترجمہ کے بغیر سمجھ سکے۔ اُنھوں نے دعا کی کہ حکمران اپنے اِس منصوبے پر صحیح سمت عملدرآمد کرسکیں۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

اقرا باسم ربک......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

وزیر اعظم پاکستان برطانیہ میں زیرِ علاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحتِ عاجلہ کاملہ عطا فرمائے۔ (آمین) اگرچہ کار ہائے حکمرانی کی بے ڈھبی چال دیکھ کر ہم کہہ اٹھتے تھے: دے اور دل ان کو جو نہ دے مجھ کو زبان اور۔ لیکن نوبت واقعی دل کی اوور ہالنگ تک آ جائے، یہ تو نہ چاہا تھا۔ تاہم اب دعائیہ زبان میں یہ کہنے میں حرج نہیں: مولیٰ دل بدل دے۔ یعنی (امریکہ کے بجائے) اللہ کے آگے جھکنے والا، وہ دل جو ماسوا سے بے خوف ہو! ان کی غیر موجودگی میں بھی ملک چل رہا ہے۔ ایسا چلنا مشکل بھی نہیں۔ ڈرائیونگ سیٹ جب ہم نے بے نظیر کے بعد ترس کھا کر، ہمدردی میں ان کے پسماندہ شوہر کو دے دی تھی۔ ملک چلتا رہا! ان کی جیب سے وصیت نامہ نکل آیا تھا جیسے ملا منصور کی جلی سیاہ گاڑی سے صحیح سالم شناختی کارڈ اور پاسپورٹ موت کے فرشتے نے سنبھال کر الگ رکھ دیا تھا۔ (دونوں ہی ملین ڈالر سوال ہیں۔) حکمرانی تو اس لیے بھی چلتی رہے گی کہ اسے بوٹوں سے چلنا ہوتا ہے۔ بندوق بھی حکمرانی کی حفاظت کر رہی ہوتی ہے۔ وزیر اعظم نواز شریف ہوں، گیلانی ہوں یا پرویز اشرف۔ امورِ داخلہ اور خارجہ محفوظ مضبوط ہاتھوں میں رہتے ہیں۔ اس لیے یہ سوال اٹھانے کی ضرورت نہیں کہ وزارتِ عظمیٰ بسترِ علالت پر ہے تو آئین، دستور کیا کہتا ہے۔ کچھ بھی نہیں کہتا! مرنجاں مرنج ہے!

ایک سینئر قلم کار نے تحریر فرمایا ہے کہ دنیا میں صرف دو مذہبی ریاستیں ہیں۔ پاکستان اور اسرائیل۔ اس دن سے ہم اسلامی جمہوریہ پاکستان میں چھپی مذہبی ریاست کی تلاش میں ہیں۔ کیا نام اور پارلیمنٹ بلڈنگ کی پیشانی پر لکھے کلمے کے سوا بھی اسلام کہیں ہے؟ 78 ٹیلی ویژن چینل بدل بدل کر دیکھ لیجیے۔

جام مرا توبہ شکن توبہ مری جام شکن
سامنے ڈھیر ہیں ٹوٹے ہوئے پیمانوں کے!

ہر پیمانے پر اللہ سے کیے عہد و پیمان ناپ تول کر دیکھ لیجیے۔ ڈھونڈے سے نظریۂ پاکستان کی مذہبی رمق مل جائے تو مطلع فرما دیجیے گا۔ تعلیم، ذرائع ابلاغ، قانون، معیشت، تھرکتی معاشرت، سیاست......؟ وہ لکھتے ہیں: ملک قانون سے چلتے ہیں اور قانون جب تک تمام شہریوں کو طبقے، فرقے، حسب نسب اور مذہب سے بالاتر ہو کر ایک آنکھ سے نہ دیکھے...... قانون نہیں کہلا سکتا۔ ایک آنکھ سے یا تو رنجیت سنگھ دیکھا کرتا تھا یا عنقریب (خدانخواستہ) کانا دجال دیکھے گا! یہ خواہش تو ہماری بھی ہے کہ ایک آنکھ سے دیکھنے میں، برابر حقوق دینے میں اہلِ دین کو بھی شامل کر لیا جائے تو عنایت ہوگی۔ وہ خشمگیں آنکھ وہ غیظ و غضب خشونت بھری آنکھ جس سے باشرع شہریوں کو دیکھا، ناکوں پر روکا اور دھمکایا جاتا ہے، واقعی قانون کہلانے کے لائق نہیں۔ اگرچہ ملکہ برطانیہ کا قانون ہے۔ سیکولر، لبرل ایجنڈوں کی ترویج میں اسلام اور قرآن پر جس بے دردی سے قلم کاری کر دی جاتی ہے حد درجے افسوسناک ہے۔ رینڈ کارپوریشن اسلام کو قبولِ عام دینے کے لیے ریاست اور اسلام کا تعلق کاٹ کر رکھ دینے کا فریضہ انجام دینے والے سیرت نبوی ﷺ کا مدنی دور حذف کر جاتے ہیں۔ قرآن میں 3 مرتبہ تاکیداً دہرائے جانے والی آیت جو بعثتِ نبوی ﷺ کا مقصود ہی تمام نظام ہائے زندگی پر اسلام کو غالب کر دینے کی بات کرتی ہے، کیا ان لکھاریوں نے کبھی نہیں پڑھی؟ وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق (شریعت) دے کر بھیجا ہے تاکہ اسے پورے کے پورے دین (نظام ہائے حیات) پر غالب کر دے خواہ یہ مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔ (الصف: 9، التوبۃ: 33)...... اس حقیقت پر اللہ کی گواہی کافی ہے۔ (الفتح: 28) خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں؟

یہ شریعت خلافتِ عثمانیہ کے سقوط (1924ء) تک دنیا میں حکمران رہی۔ امارتِ اسلامیہ افغانستان میں اس کی بحالی نے دنیائے کفر میں زلزلہ برپا کیا جس کے جھٹکے، آفٹر شاکس ملا منصور کی شہادت تک جاری ہیں۔ اور پاکستان عین اس فالٹ لائن پر آ بیٹھا ہے! لکھتے ہیں: حشر کے دن انسانوں کا حساب ہوگا، کسی ملک، معاشرے یا ریاست کا نہیں! یہی تو خوفناک پہلو ہے۔ قیامتیں، ظلم و جور کی مل مل کر ڈھاتے ہیں۔ نیٹو، 49 ملکوں کے اتحاد، حکومتوں یا میڈیا گروپس کی صورت (مثلاً عراق پر بولے جھوٹ کی جنگ کا ابلاغ)۔ لیکن قبروں میں تنہا تنہا بلا سکیورٹی، ہٹو بچو، بلا پروٹوکول کا دھوم دھڑکا، کاندھوں پر لد کر سفید لٹھا، بلا برانڈ نیم فرنچ پرفیومز کی جگہ کافور کی خوشبو میں بسے، منہ چھپائے مٹی اوڑھ کر پیشی ہوگی۔ رمضان کی آمد ہے جو ماہ قرآن ہے۔ مناظر آخری پارے سے، سورۃ الاعراف آیت 40 تا 52 سادہ ترجمے سے ہی پڑھ دیکھیے۔ نیز یہ کہ عادل حکمران عرشِ الٰہی کے سائے تلے کیوں ہوگا؟ نمرود و فرعون، قومِ نوحؑ، عاد، ثمود، لوطؑ دنیاوی عذابوں سے گزر کر جہنم کا ایندھن کیوں بنیں گے؟ فرعون کی سیکولرازم بھی موت کا فرشتہ دیکھتے ہی دم توڑ گئی تھی، کلمہ پڑھ اٹھا تھا......! ڈوبنے لگا تو بول اٹھا: میں ایمان لایا کہ خداوندِ حقیقی (معبود) کوئی نہیں ہے سوائے اس ہستی کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور...... انا من المسلمین۔ میں بھی ہوں فرمانبرداروں میں سے۔ (یونس: 90) لیکن درِ توبہ بند ہو چکا تھا۔ مہلت ختم ہو چکی تھی۔ جاہل ڈارونی فلسفوں کی بھینٹ چڑھا کر ہم ایک قطرے بھر زندگی کی جولانیاں کتنی دکھا سکتے ہیں؟ زندگی ایک تسلسل کا نام ہے۔ موت صرف ڈارونی، حیوانی ڈبے کو آتی ہے۔ زندگی کا جوہر فنا کے گھاٹ نہیں اترتا۔ اس کی فکر کیجیے۔ رمضان اسی جوہر کی آبیاری کے لیے پاکیزہ صالح نعمتوں کے خزانوں سے لدا پھندا آ رہا ہے۔ سیکولرازم، لبرل ازم کی دھند، دلوں آنکھوں پر پڑے پردوں کو چاک کرتی جھلملاتی قرآنی علوم کی روشنیوں سے سیرت و کردار اجالنے کا مہینہ ہے۔ رحمت کی برستی برساتوں میں دل کا برتن الٹا پڑا رہا، کج رہا تو تشنگی سوا تر ہوگی۔ سیاست، حکمرانی؟ صرف ایک جھلملاتا باب، پاکستان دیکھ لے۔ کلمے والا شریعت والا حکمران کیسا ہوتا ہے! اور ذرا اپنی سیاست کی سٹاک

ٹیکنگ اس روشنی میں کر دیکھیے! یہ سیدنا عمر فاروقؓ ہیں۔ تین براعظموں پر پھیلی حکومت کے سربراہ۔ ایران و روم کی سپر پاورز جس میں جمع تھیں۔ زکوٰۃ لینے والا نہ ملتا تھا! (معاشی استحکام بمقابلہ کشکول زدہ، مسلمانوں کے خون کے عوض ملتے ڈالروں کی بھیک)۔ بیت المال کے اونٹوں کی صحت کے تحفظ کے لیے انہیں تیل مل رہے ہیں۔ عراق سے ایک سردار، بلند و بالا مدبر شخصیت حضرت احنف بن قیس آتے ہیں تو سیدنا عمرؓ فرماتے ہیں: احنف اپنا کرتا اتارو اور میری مدد کرو۔ اس میں بیواؤں، یتیموں کا حق ہے۔ (ہم تو عورتیں بیوہ اور بچے یتیم کر رہے ہیں) ایک شخص نے کہا: امیر المومنین! اللہ آپ پر رحم کرے، آپ غلاموں میں سے کسی کو حکم کیوں نہیں دیتے؟ سیدنا عمرؓ: مجھ سے اور احنف سے بڑا غلام کون ہے؟ جو مسلمانوں کا حاکم ہے اس پر خیر خواہی اور امانت کی ادائیگی کے متعلق رعایا کا وہی حق ہے جو آقا کا غلام پر ہے! یعنی رعایا آقا ہے اور حاکم غلام! (یہ ہے سول سرونٹ کی اصطلاح جو گورے نے ہم سے مستعار لی ہے۔) اسلام امراء کے کرتے اتروا کر قومی خزانے کے اونٹوں کو تیل ملواتا ہے! یہاں قومی خزانے اور قوم کا تیل نکالا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں افسر گری کے ادارے کرتے اتروا کر ٹائی سوٹ چھری کانٹے میں کس کر وہ حضرات پیدا کرتے ہیں کہ جو نہ اپنا بریف کیس خود اٹھا سکتے ہیں نہ گاڑی کا دروازہ خود کھول سکتے ہیں۔ کوئی صبح روشن وہ حکمران لائے گی جو سرکاری گاڑی کندھے پر کپڑا ڈالے، وائپر پکڑے دھو رہا ہو اور وزیر داخلہ، خزانہ مددگار ہوں؟ دنیا ان جیسے حکمرانوں کے قدموں میں لوٹ رہی تھی۔ ایک منفرد قیادت کے ضو پاش ان نمونوں کو چھوڑ کر ہم آج کی ظلم و جور، قہر و جبر سے لتھڑی حیا باختہ سیکولر دنیا سے فلسفوں کی بھیک مانگیں؟ مرعوبیت اور گھگھیاہٹ کی نفسیات سے نکل کر...... قرآن میں ہو غوطہ زن اے مرد مسلماں! قلم کاروں سے قرآن کہہ رہا ہے: ''پڑھ اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا پڑھو اور تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا۔ انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہ جانتا تھا'' (العلق: 1 تا 5) علم حقیقی کے خزانوں پر سانپ بن کر بیٹھنے کے بجائے، ہم اسے تشنہ لب، فاقہ زدہ روحوں تک پہنچانے پر مامور کیے گئے ہیں! علم و عمل سے۔

☆☆☆☆

قابل توجہ

خاتون پر ہلکا تشدد

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر

ایک دوست نے سوال کیا ہے کہ کیا بیوی پر ہاتھ اٹھانا جائز ہے؟

جواب: اس مسئلے میں اصل حکم یہ ہے کہ بیوی پر ہاتھ نہ اٹھائے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ کے بارے احادیث میں مروی ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی بھی نہ تو اپنی کسی بیوی پر ہاتھ اٹھایا اور نہ ہی کسی خادم کو مارا۔ (صحیح مسلم) تو سنت کا اہتمام کرنے والوں کے لیے تو اسوہ حسنہ یہی ہے۔

اسی طرح ایک اور روایت کا مفہوم یہ ہے کہ آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ اپنی بیویوں پر ہاتھ مت اٹھاؤ۔ تو کچھ عرصہ بعد حضرت عمرؓ آ گئے اور کہا کہ اے نبی کریم ﷺ، آپ کے اس حکم کی وجہ سے بہت سی عورتوں نے اپنے شوہروں پر چڑھائی شروع کر دی ہے۔ تو آپ نے اپنا حکم واپس لے لیا۔ پھر کچھ ہی عرصہ بعد بہت سی خواتین ازواج مطہرات کے پاس اپنے شوہروں کی شکایات لے کر جمع ہو گئیں تو آپؐ نے خطبہ دے کر صحابہؓ سے کہا کہ جن کی عورتیں میرے پاس ان کی شکایات لے کر آئی ہیں، وہ اچھے لوگ نہیں ہیں۔ (سنن ابوداؤد)

اللہ کے رسول ﷺ نے ان لوگوں کو پسند نہیں فرمایا کہ جو اپنی بیویوں پر ہاتھ اٹھاتے ہوں۔ پس قرآن مجید میں جو بیویوں کو مارنے کی اجازت ہے تو اس کا ایک معنی تو یہ ہے کہ اگر خاوند اپنی بیوی پر نشوز کی صورت میں ہاتھ اٹھا لے، اگرچہ اسے حکم یہی ہے کہ وہ ہاتھ نہ ہی اٹھائے لیکن اگر اٹھا لے، تو خاوند سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ شان نزول کی روایات میں موجود ہے کہ ایک صحابی نے اپنی بیوی کے نشوز پر انہیں تھپڑ دے مارا تو وہ اپنے والد کے ساتھ آپؐ کی خدمت میں آئیں تو آپؐ نے کہا کہ خاوند سے قصاص لیا جائے لیکن اس پر اللہ عزوجل نے سورۃ النساء کی آیت 34 نازل فرما دی: ''مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس لیے کہ اللہ نے بعض کو بعض سے افضل بنایا ہے اور اس لیے بھی کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں تو جو نیک بیبیاں ہیں وہ مردوں کے حکم پر چلتی ہیں اور ان کے پیٹھ پیچھے اللہ کی حفاظت میں (مال و آبرو کی) خبرداری کرتی ہیں اور جن عورتوں کی نسبت تمہیں معلوم ہو کہ سرکشی (اور بدخوئی) کرنے لگی ہیں تو (پہلے) ان کو زبانی) سمجھاؤ (اگر نہ سمجھیں) پھر ان کے ساتھ سونا ترک کر دو اگر اس پر بھی باز نہ آئیں تو (ہلکا سا) ان کو مارو اور اگر فرمانبردار ہو جائیں تو پھر ان کو ایذا دینے کا کوئی بہانہ مت ڈھونڈو۔ بے شک اللہ سب سے اعلیٰ (اور) جلیل القدر ہے۔'' آپؐ نے فرمایا کہ ہم نے کچھ ارادہ کیا تھا اور اللہ عزوجل نے کچھ اور چاہا۔ (تفسیر قرطبی، تفسیر ابن کثیر)

دوسری بات یہ ہے کہ بیوی پر ہاتھ اٹھانے کی اجازت عمومی (general) نہیں بلکہ استثنائی (exceptional) ہے کہ صرف ان عورتوں پر ہاتھ اٹھانے کی اجازت دی گئی ہے کہ جن میں نشوز یعنی سرکشی اور بغاوت ہو۔ قرآن مجید گھر کے ادارے میں مرد کی حاکمیت کو برقرار رکھنا چاہتا ہے کہ وہ گھر کا سربراہ اور اولاد کا مربی ہے۔ اور اگر عورت، مرد کی اس حاکمیت کو قبول نہ کرے اور اس کے بالمقابل کھڑی ہو جائے تو اسے نشوز کہتے ہیں اور یہ خاندان، اولاد اور نسل سب کچھ تباہ کر دینے کے مترادف ہے۔ جس گھر میں عورت کا نشوز ہو گا، وہاں اولاد کبھی اپنے باپ کی فرمانبردار نہیں ہو سکتی بلکہ اس کی عزت تک نہیں کرے گی۔

تیسری بات یہ کہ ہاتھ اٹھانے کی بھی اجازت ہے، حکم نہیں ہے جیسا کہ حالت احرام سے نکلنے کے بعد کہا کہ ''فاصطادوا'' یعنی شکار کر لو۔ اب اس کا مطلب یہی ہے کہ اگر کوئی احرام سے نکلنے کے بعد شکار کر لے تو گناہ اور کفارہ نہیں ہے۔ اس کا یہ مطلب تھوڑی ہے کہ ادھر سے حاجی احرام سے نکلے، اور ادھر سے بندوقیں پکڑ کر چالیس لاکھ کا مجمع شکار پر نکل کھڑا ہو۔ اور آخری بات یہ ہے کہ یہ اجازت بھی آخری درجے میں دی گئی تا کہ ایک چھوٹے ضرر کو قبول کر کے ایک بڑے ضرر سے بچا جا سکے اور وہ بڑا ضرر طلاق کا ضرر ہے۔ واللہ اعلم۔ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ معاشرے میں جو لوگ بیویوں پر ہاتھ اٹھاتے ہیں تو وہ قرآن مجید پڑھ کر نہیں اٹھاتے، معاشرہ ویسے ہی زوال پذیر ہے اور تیزی سے اخلاقی اقدار کھو رہا ہے۔ لہٰذا اس ظلم کو ختم کرنے کے لیے اخلاقی تربیت کی ضرورت ہے نہ کہ قرآن مجید کو تبدیل کرنے کی۔

رمضان المبارک اور جود وسخاوت

شیخ عمر فاروق

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ:
''رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں اور بھی زیادہ سخاوت کیا کرتے تھے کہ جب جبریلؑ امین ہر رات آپؐ کی خدمت میں آتے اور آپؐ کے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے۔ تو جب جبریل امین آپؐ سے ملتے تو آپؐ تیز ہوا سے زیادہ سخاوت فرماتے۔ (سخاوت فرمانے میں مصروف ہوتے)۔''

قرآن وحدیث میں جود وسخاوت کی فضیلت اور درجات کے بارے میں بہت کچھ آیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ میں یہ خوبی بتمام وکمال نظر آتی ہے۔

سخاوت کے بارے میں سید سلیمان ندویؒ لکھتے ہیں:
''سچائی کے بعد اسلام کی دوسری بنیادی اخلاقی تعلیم سخاوت ہے۔ سخاوت کے حقیقی معنی اپنے کسی حق کو خوشی کے ساتھ دوسرے کے حوالہ کر دینے کے ہیں اور اس کی بہت سی صورتیں ہیں۔ اپنا حق کسی کو معاف کرنا، اپنا بچا ہوا مال کسی دوسرے کو دینا، اپنی ضرورت کا خیال کیے بغیر کسی دوسرے کو دینا، اپنی ضرورت روک کر کسی دوسرے کو دینا، دوسرے کے لیے اپنے جسم کی قوت خرچ کرنا، اپنے دماغ کی قوت کو خرچ کرنا، اپنی آبرو کو خطرہ میں ڈال دینا، دوسروں کو بچانے کے لیے یا حق کی حمایت میں اپنی جان دے دینا، یہ سب سخاوت کی ادنیٰ واعلیٰ قسمیں ہیں، جن کے امتیاز کے لیے الگ الگ نام رکھے گئے ہیں۔'' (سیرت النبیؐ، جلد ششم)

سخاوت نبویہ کے چند واقعات:

سخاوت کی ان اقسام کو پڑھنے کے بعد آپ محمد رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کا مطالعہ کریں تو یقیناً آپؐ کی ذات اقدس کو کہیں بڑھ کر پائیں گے، ان واقعات پر غور کیجیے۔

1 ایک دفعہ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک سائل آیا۔ آپؐ نے اسے ایک کھجور دی۔ سائل کہنے لگا: اللہ کے رسولؐ! صرف ایک کھجور؟ یہ سن کر آپؐ نے ایک لونڈی سے فرمایا: ''ام المومنین ام سلمہ ؓ کے پاس جاؤ اور کہو کہ وہ چالیس درہم جو تمہارے پاس ہیں دے دو۔'' لونڈی چالیس درہم لے کر آئی تو آپؐ نے وہ درہم سائل کو دے دیے۔'' (شمائل کبریٰ)

2 رسول اللہ ﷺ کا جذبۂ سخاوت اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ کسی ضرورت مند کی ضرورت کو ہر حال میں پورا فرماتے۔ اگر آپ کے پاس مال نہ بھی ہوتا تو قرض لے کر بھی دوسروں کی مدد کے لیے تیار رہتے تھے۔ ایک شخص نے آ کر سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا:
''میرے پاس تو اس وقت کچھ نہیں ہے۔ تم میرے نام پر قرض لے لو۔ میں اسے اتار دوں گا۔''

حضرت عمر ؓ جو قریب ہی بیٹھے تھے، کہنے لگے اللہ نے آپ ﷺ کو یہ تکلیف نہیں دی کہ قدرت وطاقت سے بڑھ کر کام کریں۔ نبی کریم ﷺ چپ سے رہ گئے۔ ایک انصاری نے پاس سے کہہ دیا: یا رسول اللہ ﷺ! خوب دیجیے، رب العرش مالک ہے، تنگدستی کا کیا ڈر ہے۔ آپ ﷺ مسکرا دیے، چہرۂ مبارک پر خوشی کے آثار آشکارا ہو گئے، فرمایا: ''ہاں! مجھے یہی حکم ملا ہے۔''
(رحمۃ للعالمین: قاضی منصور پوری ج: 1)

حضرت جابر بن عبد اللہ ؓ بیان کرتے ہیں:
''کبھی بھی ایسے نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی چیز کا سوال کیا گیا ہو اور آپؐ نے (جواب میں) ''نہ'' فرمایا ہو۔'' (مسلم، اسوۂ حسنہ، ج: 2، بنت الاسلام)

حقیقت میں یہ قرآن حکیم کی پاکیزہ اور بلند تعلیمات تھیں جس کا عکس آپ ﷺ کی زندگی میں نظر آتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:
﴿اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۱۳۴﴾ (آل عمران)
''(اللہ سے ڈرنے والے وہ ہیں) جو ہر حال میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں خواہ تنگی ترشی میں ہوں یا آسانی اور خوشحالی میں، جو غصے کو پی جاتے ہیں اور دوسرے کے قصور معاف کر دیتے ہیں۔ ایسے ہی نیک لوگوں کو اللہ پسند فرماتا ہے۔''

ایک اور جگہ اس طرح بھی ارشاد ہوتا ہے:
﴿وَالَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْہِ رَبِّہِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰہُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً وَّیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ اُولٰٓئِکَ لَہُمْ عُقْبَی الدَّارِ ۲۲﴾ (الرعد)
''وہ جو اپنے رب کی رضا کے لیے صبر سے کام لیتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، ہمارے دیے ہوئے رزق میں سے اعلانیہ اور پوشیدہ خرچ کرتے ہیں اور برائی کو بھلائی سے دور کرتے ہیں، آخرت کا گھر تو انہی لوگوں کے لیے ہے۔''

خرچ کرنے کے آداب:

اس سلسلے میں اس خوبصورت آیۂ مبارکہ پر بھی غور کرتے چلیے۔
﴿اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَہُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًی ۙ لَّہُمْ اَجْرُہُمْ عِنْدَ رَبِّہِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ ۲۶۲﴾ (البقرہ)
''جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور خرچ کر کے پھر احسان نہیں جتاتے، نہ دُکھ دیتے ہیں، اُن کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور ان کے لیے کسی رنج اور خوف کا موقع نہیں۔''

خالص اللہ کی رضا کے لیے مذکورہ آلائشوں سے بچ کر خرچ کرنے والوں کے لیے اجر وثواب بھی بے پناہ ہے۔ اس بات کو کتنی خوبصورت مثال سے سمجھا دیا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔
﴿مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَہُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْۢبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ ۭ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ۭ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۲۶۱﴾ (البقرہ)
''جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں صرف کرتے ہیں، ان کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ بویا جائے اور اس سے سات بالیں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں، اس طرح اللہ جس کے عمل کو چاہتا ہے افزونی عطا فرماتا ہے۔ وہ فراخ دست بھی ہے

اور علیم بھی ہے۔‘‘

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی کوئی حد نہیں ہے، زکوٰۃ تو انفاق کی کم از کم حد ہے، اس کے علاوہ کوئی شخص صدقات وخیرات جس قدر چاہے کرسکتا ہے، ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ڛ قُلِ الْعَفْوَ ﴾ (البقرہ:219)

’’تجھ سے پوچھتے ہیں کہ ہم (اللہ کی راہ میں) کیا خرچ کریں؟ کہہ دیجیے جو کچھ تمہاری ضرورت سے زیادہ ہو۔‘‘

اب اس بات کو ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ اس کی اور اس کے اہل وعیال کی ضروریات کس قدر ہیں؟ کتنا ضروری مال ان کے لیے اندوختہ کرنا ہے اور بقیہ کتنا فاضل مال ہے جسے وہ خرچ کرکے اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر کما سکتا ہے، اس حدیث پر غور کیجیے۔

حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’اے ابن آدم! اگر تو اپنے بچے ہوئے مال کو خرچ کر ڈالے گا تو یہ تیرے لیے بہتر ہوگا اور اگر تو اس کو بچا بچا کے رکھے گا تو یہ تیرے حق میں برا ہوگا اور بقدر ضرورت روکنے پر تجھے کوئی ملامت نہ کرے گا۔ اور خرچ کی ابتدا اس شخص سے کر جس کا تو کفیل ہے اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ یعنی سخی کا ہاتھ سائل سے بہتر ہے‘‘ (رواہ مسلم)

انسان کو شاید اس بات کا خطرہ رہتا ہے کہ مال خرچ کرنے سے کم ہوجاتا ہے۔ یہ اس کی بہت بڑی بھول ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو مال اللہ کی راہ میں خرچ ہوجاتا ہے، وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محفوظ ہوجاتا ہے۔

پیارے رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کو پڑھیے:

سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے ایک بکری ذبح کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’کچھ باقی ہے؟‘‘ میں نے عرض کیا: ایک بازو باقی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’اس بازو کے سوا سب باقی ہے۔‘‘ (رواہ الترمذی)

یعنی جو اللہ کے راستے میں گیا وہ تو محفوظ ہوگیا اور اس کا اجر وثواب ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ثبت ہوگیا اور جو پیچھے رہ گیا، اس فائدے سے محروم رہا۔

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ کی ایسی تعلیم و تربیت فرمائی تھی کہ یہ نفوس قدسیہ ہمہ وقت اللہ کی راہ پر اپنے جان ومال لٹانے کے لیے تیار رہتے تھے اور جو خرچ کرنے سے محروم رہتے، انہیں اس بات کا بڑا قلق ہوتا تھا۔ قرآن بیان کرتا ہے:

﴿ وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۠ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿٩٢﴾ ﴾ (التوبہ)

’’(وہ لوگ بھی قابل معافی ہیں) جنہوں نے خود آکر آپؐ سے درخواست کی تھی (کہ جہاد کے دور دراز سفر کے لیے) سواریاں بہم پہنچائی جائیں اور آپؐ نے کہا کہ میں تمہارے لیے سواریوں کا انتظام نہیں کرسکتا۔ (حالات اجازت نہیں دیتے) تو وہ مجبوراً واپس گئے اور حال یہ تھا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور انہیں اس بات کا بڑا رنج تھا کہ وہ اپنے خرچ پر جہاد میں شامل ہونے کی طاقت نہیں رکھتے۔‘‘

پھر ان پاک بازوں میں سے ایسے بھی تھے جو خود بھوکے رہ کر دوسروں کو دے ڈالتے تھے۔ قرآن ان کی ایثار نفس کی شہادت دیتا ہے:

﴿ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ﴾ (الحشر:9)

’’اور وہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ اپنی جگہ خود محتاج ہوں۔‘‘

سید سلیمان ندوی فرماتے ہیں:

’’ہر صحابی کا گھر ایک یتیم خانہ بن گیا۔ ایک ایک یتیم کے لطف وشفقت کے لیے کئی کئی ہاتھ ایک ساتھ بڑھنے لگے اور ہر ایک اس کی پرورش اور کفالت کے لیے اپنی آغوش محبت کو پیش کرنے لگا۔ بدر کے یتیموں کے مقابلہ میں جگر گوشہ رسول فاطمہ ؓ اپنے دعویٰ کو اٹھا لیتی ہیں۔ چکی پیستے پیستے ہاتھوں میں گھٹے پڑ گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئیں کہ کوئی خادمہ کام کرنے کے لیے عطا کیجیے، مگر آپؐ نے یہ کہہ کر واپس کردیا کہ ابھی بدر کے یتیموں کی ضرورتیں پوری نہیں کرسکا ہوں۔ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ اپنے خاندان اور انصار وغیرہ کی یتیم لڑکیوں کو اپنے گھر لے جاکر دل وجان سے پالتی ہیں، صحابی رسولؐ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کا یہ حال تھا کہ وہ کسی یتیم بچہ کو ساتھ لیے بغیر کبھی کھانا نہ کھاتے تھے۔‘‘ (سیرت النبیؐ)

شاعر ان ابرار وصالحین اسلام سے اور غریبوں سے محبت کا تذکرہ اس طرح کرتا ہے:

سب اسلام کے حکم بردار بندے
سب اسلامیوں کے مددگار بندے
خدا اور نبی کے وفادار بندے
یتیموں کے، بیواؤں کے غم خوار بندے

مضمون طویل ہوتا جارہا ہے۔ اختصار سے عرض کرتا ہوں کہ ہمارے اسلاف ایمان وعمل کے لحاظ سے کتنے بلند تھے اور ہماری حالت کیا ہے؟

تم ہو آپس میں غضبناک وہ آپس میں رحیم
تم خطاکار و خطابیں وہ خطاپوش و کریم
چاہتے سب ہیں کہ ہوں اوج ثریا پہ مقیم
پہلے ویسا کوئی پیدا تو کرے قلب سلیم

☆☆☆

ضرورت رشتہ

☆لاہور میں رہائش پذیر جٹ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال، تعلیم ایم فل بیالوجی، امور خانہ داری میں ماہر کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0333-4109942
(042)35400067

☆لاہور میں رہائش پذیر جٹ فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 30 سال، تعلیم ایم ایس سی ایکچوریل سائنس، کے لیے دینی مزاج کی حامل تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0333-4109942
(042)35400067

دعائے صحت کی اپیل

☆رفیق لاہور وسطی محمد راشد فالج کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ، عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

دعائے مغفرت کی اپیل

☆سیالکوٹ جنوبی کے ملتزم رفیق محترم اکرام الحق کے والد وفات پاگئے

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ وَاَدْخِلْهُ
فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُ حِسَابًا يَّسِيْرًا

مخلوط تعلیم، مخلوط سفر اور مخلوط محافل سے جو فساد معاشرے میں پھیل رہا ہے یہ اسلام کی فطری تعلیمات کو نظر انداز کرنے کا ہی نتیجہ ہے: ایوب بیگ مرزا

مرد اور عورت دونوں identical وجود نہیں اور نہ ہی گھر ایک بورڈنگ ہاؤس ہے کہ جس کا کوئی سربراہ نہ ہو: ڈاکٹر عبدالسمیع

اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم کے سامنے عقل کے گھوڑے دوڑانا ایمان کی شان کے خلاف ہے: شجاع الدین شیخ

کیا اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات غلط ہیں؟ کے موضوع پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہارِ خیال

میزبان: آصف حمید

سوال: اس وقت میڈیا پر جو عورت کی مظلومیت کا ایک معاملہ بنا کر اٹھایا جا رہا ہے کہ گویا اسلام مساواتِ مرد و زن کے خلاف ہے۔ یہ کتنا درست ہے اور حقیقت کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: بات دراصل یہ ہے کہ ہمارے ہاں جو انسانی حقوق اور حقوقِ نسواں کی تنظیم ہیں وہ حقیقت میں مغرب سے مرعوبیت کا شکار ہیں اور اس وجہ سے وہ اپنی اقدار، روایات اور اپنے دین کو بالکل چھوڑ کر ان چیزوں کو لیتے ہیں جن چیزوں کو آج کے دور میں تہذیب کہا جاتا ہے۔ سب سے پہلے مساوات کے حوالے سے دیکھیں کہ جسمانی ساخت مرد اور عورت کی ایک جیسی نہیں ہے اور یہ فرق پیدائشی ہے۔ اس فرق کو کوئی تنظیم یا کوئی انسان مٹا نہیں سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ بحیثیت انسان عورت اور مرد میں کوئی فرق نہیں ہے۔ مثلاً کوئی عورت نیکی کا کام کرے گی تو وہ اجر وثواب کی اتنی ہی حقدار ہے جتنا کہ مرد حقدار ہے۔ اسی طرح عورت کوئی برائی کرے گی تو اس کو بھی اسی طرح سزا ملے گی جس طرح مرد کو ملتی ہے۔ البتہ اسلام کے نزدیک عورت بعض معاملات میں مرد سے آگے ہے۔ اسلام میں جو درجہ ماں کو دیا گیا ہے وہ باپ کو نہیں دیا گیا۔ حدیث میں جنت ماں کے قدموں کے نیچے بتائی گئی ہے باپ کے قدموں کے نیچے نہیں۔ باپ کے اپنے حقوق ہیں، اس کا ادب واحترام اپنی جگہ ہے لیکن ماں کا درجہ اسلام میں زیادہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ سے ایک صحابیؓ نے تین دفعہ پوچھا کہ سب سے زیادہ میری خدمت کا حقدار کون ہے؟ تو آپؐ نے تینوں دفعہ فرمایا: تیری ماں۔ چوتھی دفعہ پوچھنے پر فرمایا: تمہارا باپ۔ مقام و مرتبے کے حوالے سے یہ واضح gradation سامنے آنے کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ اسلام میں عورت مظلوم ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اللہ پر تہمت لگانے والی بات ہے جو کہ بہت بڑا ظلم ہے۔ جو لوگ اس طرح کی بات کرتے ہیں وہ اپنی ذات پر ظلم کرتے ہیں۔ اللہ پر ایسی تہمت لگاتے ہیں جو بالکل بے بنیاد ہے۔

سوال: feminism کی تحریک میں شامل لوگ سمجھتے ہیں کہ اسلام عورت کو ڈی گریڈ کرتا ہے۔ میرا خیال ہے جو ایسا سمجھتا ہے وہ نہ صرف اسلام کی حقانیت پر شک کر رہا ہے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس امر پر بھی شک کر رہا ہے۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

ایوب بیگ مرزا: چند چیزوں میں فرق ضرور ہے اور وہ اللہ کی طرف سے ہے۔ مثلاً کوئی عورت نبی نہیں ہوئی لیکن یہ بات بھی اپنی جگہ حقیقت ہے کہ ہر نبی کو عورت نے جنم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے تو کمال کا ایک توازن پیدا کیا ہے لیکن ہماری سوسائٹیاں عدم توازن کا شکار ہو جاتی ہیں۔ جو حیثیت آج مغرب نے عورت کو دی ہے اس کی وجہ سے آج مغرب پریشان ہے۔ وہاں عورت کو طلاق دینے کے بعد مرد دیوالیہ ہو جاتا ہے جو کہ اسی عدم توازن کا نتیجہ ہے۔ جبکہ اسلام میں دونوں کے حقوق کا خیال رکھتے ہوئے ایک توازن قائم کیا گیا ہے۔

سوال: اسلام نے مساوات مرد و زن میں کسی کو کم نہیں کیا البتہ مختلف ضرور ہو سکتے ہیں۔ آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟

ڈاکٹر عبدالسمیع: دو بنیادی باتیں اگر ہم recognize کر لیں تب یہ مسئلہ ہماری سمجھ میں آسکتا ہے ورنہ نہیں آسکتا۔ ایک یہ کہ مرد اور عورت دونوں identical وجود نہیں اور دوسری یہ کہ گھر ایک ادارہ ہے کوئی بورڈنگ ہاؤس نہیں۔ پہلی بات اس اعتبار سے ہے کہ تمام زندہ اجسام خلیوں سے بنتے ہیں۔ ہر خلیہ کے نیوکلئس میں کروموسومز ہوتے ہیں۔ آج کی زبان میں کروموسومز کی حیثیت سافٹ ویئر کی ہے۔ انسان کے ہر خلیہ میں 23 جوڑوں کی شکل میں کل 46 کروموسومز ہوتے ہیں۔ ہر سائنس کا طالب علم بلکہ اب تو میٹرک کا طالب علم بھی جانتا ہے کہ عورت کے خلیے میں تمام (23) جوڑے xx ہوتے ہیں جبکہ مرد کے خلیے کے 22 جوڑے xx اور ایک xy ہوتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہر خلیہ کے 46 کروموسومز میں سے ایک کروموسوم مرد کا مختلف ہے اور انسان کا جسم ہزاروں نہیں، لاکھوں نہیں، کروڑوں نہیں بلکہ ٹریلینز آف سیل سے بنتا ہے۔ 1.46 کو ٹریلین سے ضرب دیں تو ایک بہت بڑی فگر جو آئے گی وہ مرد اور عورت میں بنیادی فرق ہے۔ ثابت یہ ہوا کہ مرد اور عورت identical وجود نہیں۔ ان کی ہر چیز ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ مرد اور عورت میں داڑھی مونچھ کا فرق تو نظر آتا ہے جبکہ اگر ہاتھ دیکھیں تو ایک جیسے ہیں لیکن اگر ہم کروموسومز کے نقطہ نظر سے دیکھیں تو یہ بھی ایک جیسے نہیں ہیں۔ یعنی جسم کے وہ حصے جو ایک جیسے نظر آتے ہیں وہ بھی ایک جیسے نہیں ہیں۔ ان کا اینڈوکرائن سسٹم ایک دوسرے سے مختلف ہے، ہارمونز مختلف ہیں، بائیوکیمسٹری مختلف ہے، نفسیات مختلف ہے، رویہ مختلف ہے۔ سب کچھ مختلف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کو بنیادی طور پر جس مقصد کے لیے بنایا ہے اس کے مطابق اس کی شخصیت بنائی ہے۔

سوال: یہ تو آپ نے بڑی ardent بات کہی ہے جو سائنسی نقطہ نظر سے بالکل perfect ہے لیکن اس کے باوجود بھی معاشرہ عورت کو مختلف شمار نہیں کرتا؟

ڈاکٹر عبدالسمیع: یہ اصل میں سیکولر ورلڈ کی بددیانتی

ہے۔سیکولرازم کی تعریف آکسفورڈ ڈکشنری 1995ء کے ایڈیشن میں یہ ہے۔

Belief that laws and education should be based on facts and Science etc. religion than religion

لیکن عورت کے معاملے میں سیکولر ورلڈ بددیانت ہے اور یہاں سائنس کی گواہی نہیں مانتا بلکہ جو کہے کہ عورت کا وجود مختلف ہے اس کے خلاف criminal act لگتا ہے اور اس کو جیل میں بھی ڈالا جا سکتا ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ گھر ایک بورڈنگ ہاؤس ہرگز نہیں ہے۔حتیٰ کہ بورڈنگ ہاؤس میں بھی جہاں رہنے والے افراد کا تعلق صرف بورڈ فیلو کا ہوتا ہے، ان کے درمیان کوئی رشتہ نہیں ہوتا۔وہاں بھی کوئی نہ کوئی رولز ہوتے ہیں،کوئی ایڈمنسٹریشن ہوتی ہے،اس کا کوئی سربراہ ہوتا ہے، کوئی وارڈن ہوتا ہے،کوئی منیجر ہوتا ہے۔سوال یہ ہے کہ کیا گھر ایک بورڈنگ ہاؤس سے زیادہ اہمیت کا ادارہ نہیں ہے؟اگر ہے تو اس کا ایک سربراہ بھی ہونا چاہیے کیونکہ ہیڈ کے بغیر کوئی ادارہ بھی چل نہیں سکتا۔ ایک سکول میں اگر 50اساتذہ ہیں تو ان کا ایک ہیڈ ماسٹر بھی ہوگا۔کسی کالج میں اگر150 لیکچررز ہیں تو ان کا ایک پرنسپل بھی ہوگا۔

سوال:لیکن وہ ہیڈ مرد ہی کیوں ہو؟

ڈاکٹر عبدالسمیع:یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ذمہ داری مرد کو تفویض کی ہے۔ایک مل کا مالک جس کو چاہے جنرل منیجر بنائے،جس کو چاہے ٹیکنیکل منیجر بنائے۔یہ اس کا اختیار ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ اس کائنات کا مالک ہے،رب العالمین ہے۔اس نے آؤٹ آف اتھارٹی مرد کو یہ اختیار دیا ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ وہ صرف مالک ہی نہیں،creator بھی ہے۔تو اس نے ہر شے کو اس کے منصب اور ذمہ داری کے مطابق create کیا ہے۔ پھر دنیا کے کسی بھی ادارے میں جب ایڈمنسٹریشن ہوتی ہے تو اس ادارے کے ہیڈ کو hire and leave کا اختیار ہوتا ہے۔لہٰذا دیکھ لیجئے اسلام نے طلاق کا اصل حق بھی مرد کو دیا ہے۔

سوال:عوت خلع لے سکتی ہے؟

ڈاکٹر عبدالسمیع:عورت خلع بھی ہائی اتھارٹی سے جا کر لیتی ہے۔وہ تو طلاق نہیں دے سکتی۔بڑا بنیادی فرق ہے۔یعنی جب بھی کسی ادارے میں باس کے خلاف کوئی شخص ایکشن لینا چاہتا ہے وہ خود نہیں لے سکتا۔

سوال:ہمارے معاشرے میں خواتین کو اس بات کا علم نہیں ہے یا کیا وجہ ہے؟ بلکہ این جی اوز زدہ خواتین اس چیز کو قبول بھی نہیں کر رہیں اور اس کے خلاف کھڑی ہوئی ہیں؟

ڈاکٹر عبدالسمیع:یہ توان سے پوچھنا چاہیے کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ جو apparently نظر آتا ہے وہ دنیا میں فساد ڈلوانا ہے۔مغرب میں انہوں نے گھر کا نظام تباہ کر دیا ہے یہاں بھی کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔سوال یہ ہے کہ کسی بھی ادارے کے بنیادی اصول کیا ہیں؟ جب بھی کوئی employee،کوئی subordinate misbehave کرے تو اس کو resolve کرنے کا طریقہ کار کیا ہے؟ یعنی پہلے اس کو سمجھایا جائے، اس کی کونسلنگ ہو، نہ ہو تو اس کو اس کی ذمہ داری سے ہٹا دیا جائے اور پھر بھی باز نہ آئے تو اس کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے اور پھر بھی ٹھیک نہ ہو تو اسے dismiss کر دیا جائے۔اسی طرح فیملی لائف میں بھی بنیادی طور پر یہی چار

> میٹرک کا طالب علم بھی جانتا ہے کہ عورت کے خلیے میں تمام (23) جوڑے xx ہوتے ہیں جبکہ مرد کے خلیے کے 22 جوڑے xx اور ایک xy ہوتا ہے۔

اُصول اسلام نے دیے ہیں کہ اگر تمہیں اپنی عورت سے سرکشی کا اندیشہ ہو تو اس کی کونسلنگ کرو، پھر اس کے ساتھ ازدواجی تعلقات ختم کردو اور پھر اس کے خلاف تادیبی کارروائی کرو۔یہ ٹوکن سزا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی بھی حد مقرر کی ہے کہ ایسی مار نہ مارو جس سے جسم پر کوئی نشان پڑ جائے،منہ پر نہ مارو۔یہ ٹوکن سزا ہے اور اس سے کہیں بہتر ہے کہ براہ راست طلاق دے دی جائے۔بلکہ گھر کو بچانے کے لیے طلاق سے پہلے یہ اقدام مناسب اور ضروری ہیں۔آخری اور چوتھا اقدام طلاق ہے

سوال:بیگ صاحب!ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب نے سائنسی نقطہ نظر سے بھی اور قرآن کی رو سے بھی prove کیا ہے کہ مرد اور عورت ایک دوسرے سے کمتر نہیں ہیں البتہ مختلف ضرور ہو سکتے ہیں۔خواتین کو تعصب کی عینک اتار کر دیکھنا چاہیے کہ ان کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے اور اس کی تدبیر ہے؟

ایوب بیگ مرزا:مختلف کا معاملہ تو آپ کو مغربی تہذیب میں بھی نظر آئے گا۔ جب وہ کہتے ہیں لیڈیز فرسٹ تو فرق یہیں سے سامنے آجاتا ہے لیکن اس سے مرد کوئی کمتر نہیں ہو جاتا۔اسی طرح بعض معاملات میں مرد کو preference دی جاتی ہے۔مثال کے طور پر اسلام میں سربراہِ ریاست عورت نہیں ہو سکتی۔یعنی خلیفہ صرف مرد ہی ہو سکتا ہے البتہ عورت سے سیاسی مشورہ لیا جا سکتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ حکومتی معاملات میں اپنی ازدواج مطہرات سے مشورہ کرتے تھے اور اس پر عمل درآمد بھی کرتے تھے۔ یعنی اسلامی سیاست میں عورت کی مشاورتی حیثیت کو تسلیم کیا گیا ہے اور اس کی رائے کا احترام کیا گیا ہے۔لیکن اگر ہم جان بوجھ کر امتیازی سلوک کا ڈرامہ رچائیں گے تو یہ بذات خود ایک discrimination بن جائے گی۔

سوال:ایسی بات جو اللہ اور رسول ﷺ کی طرف سے آئے اس پر ہم کوئی استہزاء کریں، اعتراض کریں تو دین میں اس چیز کا کیا مقام ہے؟

شجاع الدین شیخ:پہلی بات یہ ہے کہ ہم بحیثیت مسلمان آزاد نہیں بلکہ پابند ہیں۔چنانچہ قرآن میں سورۃ الحجرات کی پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اے اہل ایمان مت آگے بڑھو اللہ اور اُس کے رسولؐ سے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔''

یعنی جہاں اللہ اور اس کے رسولؐ کا حکم آ گیا تو وہاں ایک مسلمان کا اختیار ختم ہو جاتا ہے۔لیکن اس وقت ہمارا سب سے بڑا مسئلہ ہی یہ ہے کہ ہم طے نہیں کر پا رہے کہ معاملات زندگی طے کرنے کے لیے ہماری عقل معیار ہے یا اللہ اور اس کے رسولؐ کا حکم اصل معیار ہے۔اصل نکتہ سمجھنے کا یہ ہے۔شیطان کا مسئلہ بھی یہی confusion تھی۔اللہ کا واضح حکم تھا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ اس نے اپنی عقل کے گھوڑے دوڑانے شروع کر دیئے کہ میں تو آگ سے بنا ہوں اور آگ تو اوپر کی جانب جاتی ہے اور آدم مٹی سے بنا ہے اور مٹی تو نیچے کی طرف جاتی ہے۔ آج یہی مسئلہ انسانیت کے ساتھ بھی پیش آ رہا ہے۔تو اصول یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم کے سامنے عقل کے گھوڑے دوڑانا ایمان کی شان کے خلاف ہے۔سورۃ الاحزاب میں بھی یہی ارشاد ہے کہ جب اللہ اور رسولؐ کوئی حکم دے دیں تو چاہے مرد ہو یا عورت اس کے لیے کوئی اختیار باقی نہیں رہتا۔اسی طرح سورۃ النساء میں حکم ہے:

''پس نہیں، آپ کے رب کی قسم! یہ ہرگز مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک کہ یہ آپ کو حَکم نہ مانیں اُن تمام معاملات میں جو ان کے مابین پیدا ہو جائیں۔پھر جو کچھ آپ فیصلہ کر دیں اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور سر تسلیم خم کریں جیسے کہ سر تسلیم خم کرنے کا حق ہے۔''

جب تک یہ کیفیت نہ ہو کوئی صاحب ایمان نہیں ہو سکتا اور یہی اصولی بات ان مباحث میں سامنے رہنی چاہیے۔

سوال: اس وقت میڈیا میں اس بحث کو جس طرح ایشو بنا کر پیش کیا جا رہا ہے اس کے پیچھے کیا عوامل کارفرما ہیں۔ میڈیا ایسا کیوں کر رہا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: جوبات شجاع الدین صاحب نے کہی ہے میں چاہوں گا کہ اس کو مزید واضح کر دیا جائے کہ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے حکم کو ماننا ایمان کا تقاضا ہے اور یہ مسلمان ہونے کے لیے لازم ہے۔ اس پر دل میں کوئی تنگی محسوس کرنا یا کسی قسم کی کراہت محسوس کرنا بھی اسلام اور مومن کی شان کے خلاف ہے اور یہ گناہ کا درجہ رکھتا ہے۔ جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ میڈیا ایسا کیوں کر رہا ہے تو اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ حال ہی میں امریکہ کے حکومتی ذرائع نے انکشاف کیا ہے کہ ہم نے پاکستان کے میڈیا کو اتنے ارب روپے دیے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ امریکہ جو اس وقت اسلام کا اولین دشمن ہے اس نے اتنا پیسہ پاکستانی میڈیا کو کیوں دیا۔ ظاہر ہے میڈیا جس سے پیسے لے گا اسی کی نوکری کرے گا۔

شجاع الدین شیخ: میں بیگ صاحب کی بات سے مکمل اتفاق کروں گا کہ غیر ملکی حکومتوں کی طرف سے ہمارے میڈیا کو جو فنڈنگ ہو رہی ہے یہ اسی کے اثرات ہیں کہ اسلام کے حوالے سے کنفیوژن کو create کرنا، لوگوں کے ذہنوں کو خراب کرنا، ہمارے میڈیا میں یہ مطمع نظر بالکل واضح دکھائی دیتا ہے۔ آپ اسی معاملے کو لیجیے کہ ریفرنس کورٹ کیے بغیر اور پس منظر بیان کیے بغیر قرآن کے ایک واضح حکم پر رائی کا پہاڑ بنا دیا گیا۔ اگر قرآن حکیم کی ایک آیت کا ایک حصہ پیش کر دیا جائے اور اس کا پس منظر بیان نہ کیا جائے تو انسان کنفیوز ہو سکتا ہے۔ لیکن اس طرح کی حرکتیں ہمارا میڈیا جان بوجھ کر کر رہا ہے۔ آج اسلام کی تعلیمات کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرنا ہمارے میڈیا کا بہت بڑا کردار بن چکا ہے۔ مال کی محبت انسان کو اس سطح پر لے جاتی ہے کہ وہ دین اور ایمان کا سودا کرنے پر بھی تیار ہو جاتا ہے اور یہ ''مال'' فراہم کرنے والے کسی طور پر بھی نہیں چاہتے کہ اسلام کے نام پر بننے والے اس ملک میں اسلامی نظریہ مضبوط ہو جو ایٹمی قوت بھی بن چکا ہے۔ اگر یہاں کے لوگ ایمان کی بنیاد پر کھڑے ہو گئے تو ظاہری بات ہے کہ کفار کے عزائم کو خطرہ ہو سکتا ہے؟

سوال: اسلامی نظریاتی کونسل نے جو تجاویز پیش کیں ان میں سے عورت کو مارنے والی بات کو میڈیا میں پوری طرح Blast کر کے ہائی لائیٹ کیا گیا۔ حالانکہ ہر تجویز قرآن وسنت کے مطابق ہے۔ مثلاً عورت کو مارنے کا حکم قرآن میں ہے لیکن اس کی شرائط بھی قرآن میں بیان کی گئی ہیں جو میڈیا کبھی بیان نہیں کرے گا۔ اسی طرح مخلوط تعلیم کے بارے میں بھی میڈیا تحفظات کا شکار ہے۔ اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

شجاع الدین شیخ: اصل میں لفظ تشدد ہمیں بھاری لگ رہا ہے۔ قرآن حکیم نے واضربوھن کا لفظ استعمال کیا ہے۔ گھر کو بچانے کے لیے قرآن نے سورۃ النساء کی آیت 34 کے علاوہ بھی تعلیمات ہیں۔ اگر سورۃ النساء کی آیت 34 کو سامنے رکھیں تو پہلا step ہے کہ سمجھاؤ۔ دوسرا ہے بستر علیحدہ کر دو تا کہ گھر کا معاملہ گھر میں ہی حل ہو جائے۔ تیسرا step وہ ہے جس میں لفظ مار استعمال ہوا۔ لیکن یہ بھی جان لیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے اپنی کسی زوجہ پر ہاتھ

اسلام کے حوالے سے کنفیوژن کو create کرنا، لوگوں کے ذہنوں کو خراب کرنا، ہمارے میڈیا میں یہ مطمع نظر بالکل واضح دکھائی دیتا ہے۔

نہیں اٹھایا۔ عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے مسواک کی ڈنڈی دکھائی۔ گویا کہ جو تشدد ہم سمجھ بیٹھے ہیں وہ مراد نہیں ہے بلکہ گھر کو بچانے کے لیے خاتون پر تھوڑی سختی کی جائے۔

سوال: بیگ صاحب! ان احتیاطوں کا علم آپ کے خیال میں کتنے پاکستانی مردوں کو ہو گا؟ وہ تو جب مارنے پر آتے ہیں تو کوئی حد ہی نہیں رکھتے۔ ہمارے ہاں اس میں احتیاط ہے ہی نہیں؟

ایوب بیگ مرزا: انگریزی کا ایک مقولہ ہے 'Ignorance of law is no excuse.' اگر یہ جہالت ہے تو یہ اسلام کا معاملہ نہیں ہے بلکہ جو لوگ دینی علوم جانتے ہیں یہ ان کا کام ہے کہ وہ لوگوں کو آگاہی دیں۔ لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ مدارس کا گلہ گھونٹ دیا گیا ہے۔ اگر یورپی تعلیم دیں گے تو دینی معاملات اور احکامات کا لوگوں کو علم کیسے ہو گا۔ لہٰذا سب سے پہلا کام یہ کرنا چاہیے کہ اپنی عوام کو دین کی بنیادی باتیں بتائی جانی چاہئیں اور نصاب تعلیم میں شامل کی جانی چاہئیں۔ اگر ایسا نہیں ہو گا تو جہالت کا معاملہ تو رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ جہالت کا معاملہ عوام میں بھی ہے اور جہالت کا معاملہ سرکار میں بھی ہے۔ وہاں بھی جن لوگوں نے یہ قانون بنایا ہے اس معاملے کو سیاق و سباق سے علیحدہ کر کے پیش کیا گیا ہے۔

سوال: مخلوط تعلیم کو بھی عجیب شے بنا کر پیش کیا گیا کہ مخلوط تعلیم پر پابندی لگا رہے ہیں؟

شجاع الدین شیخ: یہ بڑے شوگر کوٹڈ انداز میں دین کے واضح احکامات کی نفی ہو رہی ہے۔ سورۃ الاحزاب کی آیت 53 میں ارشاد ہے

''اور جب تمہیں نبی (ﷺ) کی بیویوں سے کوئی چیز مانگنی ہو تو پردے کی اوٹ سے مانگا کرو۔''

جو قرآن انبیاء کے بعد مقدس ترین جماعت (صحابہؓ) کو اس حجاب کی تعلیم دے رہا ہے اور ازواج مطہرات کے حوالے سے دے رہا ہے تو ذرا سوچیے کہ ہمارے ماحول کی کیفیت کیا ہے اور یہاں حجاب کی کس قدر پابندی کی ضرورت ہو گی۔ اصل میں میڈیا میں قرآن کو کورٹ ہی نہیں کیا جا رہا۔ مخلوط تعلیم کی شق کو اٹھا کر اس پر بحث شروع کر دی گئی اور نعرے لگائے جا رہے ہیں کہ تعلیم پر پابندی لگائی جا رہی ہے، عورتوں کو قید کرنے کی بات کی جا رہی ہے وغیرہ۔ دراصل شوگر کوٹڈ انداز میں دین کی واضح تعلیم اور حجاب کی نفی ہو رہی ہے۔

سوال: اس شق میں کہ غیر محرم مردوں کے ساتھ بیرون ملک جانے پر پابندی ہو گی' کیا چیز غلط ہے؟

ایوب بیگ مرزا: یقینی طور پر کوئی چیز غلط نہیں ہے۔ اسلام کے مطابق آپ سفر صرف محرم کے ساتھ کر سکتے ہیں۔ اگر آپ دنیوی لحاظ سے بھی دیکھیں مخلوط سفر، مخلوط محافل اور مخلوط تعلیم کے جو اثرات نہ صرف مغربی معاشرے پر بلکہ ہمارے معاشرے پر بھی مرتب ہو رہے ہیں اگر ان کو سامنے رکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ اس کی بنیاد پر روزانہ کتنے قتل ہوتے ہیں، کتنی طلاقیں ہوتی ہیں اور معاشرے میں کتنا فساد پھیلتا ہے اور یہ سارا فساد اسلام کی ان فطری تعلیمات کو نظرانداز کرنے کا ہی نتیجہ ہے۔

شجاع الدین شیخ: ذرا غور فرمائیے کہ ابھی حج کے ایام آنے والے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے ہاں کسی خاتون کے حج پر جانے کے لیے محرم کی شرط لازم ہے۔ اُمت کا اس پر اتفاق ہے کہ عورت بغیر محرم کے سفر (شرعی) نہیں کر سکتی۔ اس کی خلاف ورزی پر اللہ کے نبیؐ نے سخت وعید سنائی ہے۔ اس کے باوجود اگر یہ کہا جائے کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے عورتوں کو غیر محرم کے ساتھ سفر کرنے پر پابندی لگا دی ہے اور یہ عورتوں کو باہر نہیں نکلنے دیتے وغیرہ تو یہ شور شرابہ کچھ نہیں سوائے دین کی واضح تعلیمات کی نفی کی کوشش کے۔

سوال: خواتین کے اشتہارات میں آنے پر پابندی کی

شق پر بھی کافی شور اُٹھایا جا رہا ہے۔ خواتین جس طرح اشتہارات میں آ رہی ہیں اور جن جن اداؤں کے ساتھ آ رہی ہیں کون سا مذہب ہے جو اس کی اجازت دے گا؟

شجاع الدین شیخ :جو لوگ اشتہارات میں عورتوں کو دکھا کر اپنی پروڈکٹ کو سیل کرتے ہیں میرا ان سے سوال ہے کہ کیا ان کا اعتماد اللہ کی ذات پر نہیں ہے کہ جب تک وہ عورت کو اس طرح پیش نہیں کریں گے تو ان کو رزق نہیں ملے گا؟ یہ عقیدے کا فساد ہے۔ سورۃ النور کی آیت 31 میں عورتوں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کی جو پوشیدہ زینت ہے وہ بھی ظاہر نہ ہو۔ یعنی پازیب وغیرہ جو عورت نے پیروں میں پہنی ہو اس کی چھن چھن کی آواز بھی مردوں کو متاثر کر سکتی ہے۔ جو قرآن ایسے زیور کو بھی پوشیدہ رکھنے کی تعلیم دے رہا ہے وہ کیسے اجازت دے سکتا ہے کہ عورت بے پردہ ہو کر اور شمع محفل بن کر لوگوں کے سامنے آئے۔ لہٰذا آزادیٔ نسواں کے نام پر یہ سراسر قرآن حکیم کے احکامات کی نفی ہو رہی ہے اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ فحاشی اور عریانی سیلاب معاشرے کو زنا اور اخلاقی گراوٹ کی طرف لے جاتا ہے اور لوگوں کا عقیدہ بھی خراب ہوتا ہے۔

ایوب بیگ مرزا :اپنی پروڈکٹ کے لیے خواتین کو اشتہار میں لانا اگر اتنا ہی عورت کے لیے اتنا ہی عزت و احترام کا باعث ہے تو میں پوچھتا ہوں کہ یہ لوگ اپنی بیٹیوں کو اشتہارات میں کیوں نہیں لاتے۔ بڑی سیدھی سی بات ہے کہ ایسا کر کے یہ لوگ عورت کو ڈی گریڈ کر رہے ہیں اور ان خواتین کی عقل پر ماتم کرنا چاہیے جو یہ سمجھتی ہیں کہ اشتہارات میں خواتین پر پابندی سے وہ ڈی گریڈ ہو جائیں گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ کام خواتین سے نہ لیا جائے تو یہ خواتین کا اصل احترام ہوگا۔

سوال :اسلامی نظریاتی کونسل نے جو دفعات بیان کی ہیں کیا وہ باقاعدہ قانون کی حیثیت میں ہونی چاہئیں یا یہ کوئی انفرادی نوعیت کی بات ہے۔ کیونکہ آج کل کے جدید اسلامی دانشور یہ کہہ رہے ہیں کہ ان دفعات کا تعلق انفرادیت سے ہے، ریاست کو ایسا کوئی قانون نہیں بنانا چاہیے۔

شجاع الدین شیخ :اس بات سے ہمیں بالکل اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرد کو آزادی تو دی ہے کہ وہ چاہے تو ایمان قبول کرے یا پھر سرکشی اختیار کرے۔ اگر ایمان قبول نہیں کرتا تو آخرت میں اللہ کے ہاں پکڑ ہوگی۔ لیکن اگر ایک اسلامی ریاست ہو، مسلم معاشرہ ہو اور حکمران بھی مسلمان ہوں تو پھر ان کے لیے لازم ہے کہ دین کی تعلیمات پر عمل درآمد بھی کرائیں۔ یہ اللہ کا حکم ہے۔

’’وہ لوگ کہ اگر انہیں ہم زمین میں تمکن عطا کر دیں تو وہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے اور وہ نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے‘‘۔ (الحج:41)

اللہ نے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے وہ معروف کے درجے میں ہیں اور جن سے روکا ہے وہ منکر کے درجے میں ہیں۔ لہٰذا دونوں لحاظ سے دین کا نفاذ مسلم ریاست کی ذمہ داری ہے۔ حتیٰ کہ قرآن یہ ضرور کہتا ہے کہ گھر کے معاملات کو گھروں میں نمٹایا جائے لیکن سورۃ النساء ہی میں قرآن کہتا ہے کہ گھر کا معاملہ گھر میں نہیں نمٹتا تو بڑے انوالو ہوں اور وہاں بھی نہیں نمٹتا تو پھر وقت کی عدالت میں جانا ہوگا اور عدالت کوئی انفرادی معاملہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ ریاست کے تحت قائم ہوتی ہے۔ جو دانشور یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ انفرادی معاملات ہیں دراصل ان کا یہی سیکولر موقف ہے کہ مذہب انفرادی معاملہ ہے۔ حالانکہ اسلام صرف مذہب نہیں ہے بلکہ ایک مکمل نظام حیات ہے اور وہ ریاست کو پابند کرتا ہے کہ وہ رعایا کی مادی ضروریات بھی پوری کرے اور ان کی روحانی نشو نما کا بھی اہتمام کرتے ہوئے ان کی آخرت کو سنوارنے کی کوشش کرے۔ قانون سازی افراد کے جان و مال، عزت و آبرو کے لیے ہونی چاہیے تاکہ وہ اللہ کے احکامات پر عمل کرنے والے بنیں۔

ایوب بیگ مرزا :اگر یہ انفرادی معاملہ ہوتا تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ایک عورت یا مرد بالکل برہنہ بازار میں جانے کا فیصلہ کرے تو کیا اس کا کوئی ردعمل پیدا نہیں ہوگا۔ میں مغرب کی ہی مثال دیتا ہوں۔ یورپ کے ایک جہاز میں ایک مرد اور عورت نے بہت بڑھ کر فحاشی کا مظاہرہ کیا تو دونوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ لہٰذا ثابت ہوتا ہے کہ مغرب میں بھی مذہب کا معاملہ اتنا انفرادی نہیں بلکہ ریاست کی سطح پر قانون کی صورت میں کہیں نہ کہیں نافذ ہے۔

داخلے جاری ہیں

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

(پارٹ I اور II)

رجوع الی القرآن کورسز

جاری کردہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ

یہ کورسز بنیادی طور پر تعلیم یافتہ افراد کے لیے ترتیب دیے گئے ہیں' تاکہ وہ حضرات جو کم از کم انٹرمیڈیٹ کی سطح تک اپنی دنیاوی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور اب بنیادی دینی تعلیم بالخصوص عربی زبان سیکھ کر فہم قرآن کے حصول کے خواہش مند ہوں' ان کورسز کے ذریعے ان کو ایک ٹھوس بنیاد فراہم کر دی جائے۔ ہفتے میں پانچ دن روزانہ صبح کے اوقات میں تقریباً پانچ گھنٹے تدریس ہوگی۔ ہفتہ وار تعطیل ہفتہ اور اتوار کو ہوگی۔

نصاب (پارٹ I) برائے مرد و خواتین

1. عربی صرف و نحو
2. ترجمۂ قرآن
3. آیاتِ قرآنی کی صرفی و نحوی تحلیل
4. قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی
5. تجوید و ناظرہ
6. مطالعۂ حدیث و فقہ العبادات
7. اصطلاحاتِ حدیث
8. اضافی محاضرات

نصاب (پارٹ II) برائے مرد حضرات

1. مکمل ترجمۃ القرآن (مع تفسیری توضیحات)
2. مجموعۂ حدیث
3. فقہ
4. اصولِ تفسیر
5. اصولِ حدیث
6. اصولِ فقہ
7. عقیدہ
8. عربی زبان و ادب
9. اضافی محاضرات

- کلاسز کا آغاز یکم اگست بروز سوموار سے ہو رہا ہے
- خواہش مند خواتین و حضرات داخلہ کے لیے رابطہ کر سکتے ہیں
- پارٹ II میں خواتین کی شرکت کا انتظام نہیں ہے

نوٹ: داخلہ کے خواہشمند یکم اگست تک اپنی رجسٹریشن ضرور کروالیں۔ رجسٹریشن نہ ہونے کی صورت میں لیٹ داخلہ نہیں دیا جائے گا۔

پارٹ I میں داخلے کے لیے انٹرمیڈیٹ پاس ہونا اور پارٹ II میں داخلے کے لیے رجوع الی القرآن کورس (پارٹ I) پاس کرنا لازمی ہے

برائے رابطہ: قرآن اکیڈمی
36-K ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-35869501
email:irts@tanzeem.org
ندیم سہیل
0322-4371473

ان چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

مولانا عبدالوہاب

(1) بھول کر کھا پی لینا:

بھول کر کھانے پینے یا جماع کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، خواہ فرض وواجب روزہ ہو یا نفل، مگر کسی کو یاد دلایا گیا کہ تو روزہ دار ہے، پھر بھی اسے یاد نہ آیا اور کھاتا پیتا رہا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس صورت میں صرف قضاء ہے، کفارہ نہیں۔(بہشتی زیور: حصہ 11،ص104)

باقی رہا یہ مسئلہ کہ کسی کو کھاتے پیتے دیکھ کر روزہ یاد دلانا ضروری ہے یا نہیں؟ تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر وہ روزہ دار اس قدر کمزور اور لاغر ہے کہ یاد دلانے پر کھانا تو چھوڑ دے گا مگر کمزوری بڑھ جائے گی اور روزہ پورا کرنا بھی دشوار ہوگا تو یاد نہ دلانا بہتر ہے اور قوی ہو تو یاد دلانا واجب ہے۔(الفتاویٰ الہندیہ: ج1،ص202)

(2) خوشبو اور دھواں

کسی قسم کی خوشبو خواہ وہ کتنی ہی تیز ہو، سونگھنے سے روزہ نہیں جاتا، اسی طرح گرد وغبار، مکھی یا کسی قسم کا دھواں بے اختیار حلق میں اتر جائے تب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا، گو کہ روزہ یاد ہو۔ ہاں! اگر اپنے قصد واختیار سے دھواں پہنچایا تو روزہ ٹوٹ جائے گا، مثلاً از خود جلتی سگریٹ، لوبان، اگربتی وغیرہ کے قریب آ کر ان کا دھواں لیتا رہا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ (الفتاویٰ الہندیہ: ج1،ص298)

(3) سرمہ اور تیل وغیرہ

روزہ میں سرمہ (یا آنکھ کی کوئی دوا) ڈالنا اور ڈاڑھی مونچھوں پر تیل لگانا بھی بلا کراہت جائز ہے، اگرچہ ان کا مزہ حلق میں محسوس ہو یا تھوک میں سرمہ کا رنگ بھی دکھائی دے، جبکہ یہ چیزیں ضرورت کے تحت استعمال کی جائیں اور مقصد زینت وزیبائش نہ ہو، ورنہ ان کا استعمال مکروہ ہو گا۔ اسی طرح پچھنے لگوانے میں بھی کراہت نہیں بشرطیکہ کمزوری لاحق ہونے کا اندیشہ ہو۔ (قدوری: ص45)

(4) مسواک

مسواک جیسے بغیر روزہ کے ہر وضو میں سنت ہے، یونہی روزہ میں بھی سنت ہے، خواہ صبح استعمال کی جائے یا شام کو اور خواہ تر ہو یا خشک اور مسواک کرتے ہوئے اس کا کوئی ریشہ بے اختیار حلق میں چلا جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔(احسن الفتاویٰ: ج4،ص435)

(5) ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے غسل یا کلی وغیرہ کرنا:

اسی طرح وضو کی ضرورت کے بغیر ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، غسل کرنا، گیلا کپڑا بدن پر لپیٹنا بلا کراہت جائز ہے، جبکہ مقصد صرف ٹھنڈک حاصل کرنا ہو، بے صبری اور پریشانی ظاہر کرنے کے لیے یہ کام مکروہ ہیں۔ (علم الفقہ: ج3،ص330)

(6) ان تمام صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹے گا

☆ کوئی دوا کوٹی اور اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوا۔

☆ ہلیلہ یا اور کوئی چیز منہ میں چوستا رہا مگر اس کا کوئی جزء حلق میں نہیں اترا۔

☆ کان میں پانی پڑ گیا یا خود ڈالا یا تنکا لے کر کان کھجایا اور اسے میل لگ گئی اور اسی میل سمیت دوبارہ بار بار کان میں ڈالا۔

☆ دانتوں کے درمیان چنے سے کم مقدار کی کوئی چیز پھنسی رہ گئی اسے نگل گیا۔

☆ دانتوں سے خون نکل کر حلق تک پہنچا اور پیٹ تک نہ پہنچا، یا پیٹ میں پہنچ گیا مگر تھوک اس پر غالب تھا۔

☆ ناک کی رطوبت سڑک کر حلق میں لے گیا اور وہ پیٹ میں اتر گئی یا منہ کی رال اور بلغم اسی طرح نگل گیا، خواہ یہ چیزیں اندر ہی اندر نگل لیں یا ناک اور منہ سے باہر نکل کر بہنے لگیں لیکن دھار ٹوٹنے نہ پائی تھی کہ نگل لیں۔

☆ گفتگو کرتے ہوئے ہونٹ لعاب سے تر ہو گئے اور اسے زبان سے چاٹ کر نگل لیا۔

☆ تل یا اس جیسی خفیف سی چیز منہ میں ڈال کر چبائی اور وہ حلق میں اتر گئی مگر اس کا مزہ محسوس نہ ہوا۔

ان تمام صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا۔ صبح صادق سے پہلے پان کھا کر منہ اچھی طرح صاف کر لیا، مگر صبح ہونے کے بعد بھی پان کی سرخی تھوک میں دکھائی دیتی ہے تو تھوک نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔(ردالمحتار: ج2،ص141) (فتاویٰ دار العلوم، دیوبند: ج6،ص415)

(7) انجکشن

انجکشن لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اس لیے کہ انجکشن کے ذریعہ دوا جوف عروق میں پہنچائی جاتی ہے اور خون کے ساتھ شرائین یا وریدوں میں اس کا سریان ہوتا ہے، جوف دماغ یا جوف بطن میں دوا نہیں پہنچتی، اگر پہنچتی بھی ہے تو وریدوں اور مسامات کے ذریعہ پہنچتی ہے اور فساد صوم کے لیے مفطر کا جوف دماغ یا جوف بطن میں بذریعہ منفذ اصلی پہنچنا ضروری ہے، مطلقاً کسی عضو کے جوف میں یا عرق (شرائین اور وریدوں) کے جوف میں پہنچنا مفسد صوم نہیں، لہٰذا انجکشن کے ذریعے سے جو دوا بدن میں پہنچائی جاتی ہے مفسد صوم نہیں۔ (امداد الفتاویٰ: ج2،ص145، امداد المفتیین: ص489)

دورۂ ترجمۂ قرآن مع تراویح
مدرس: خورشید انجم (مرکزی ناظم تعلیم وتربیت)
بمقام: ترون جونگڑہ شادی ہال، پیر سید حسن شاہ بابا روڈ، خوشحال ٹاؤن، کوہاٹ روڈ، پشاور

خلاصہ مضامین قرآن مع تراویح
(بذریعہ ویڈیو)
بمقام: بورے والا ہسپتال لاہور روڈ، نزد مل موڑ بورے والا
رابطہ: ڈاکٹر عبدالحفیظ 0300-6991080

A Detailed Charge Sheet!

The Legislature, the Executive, and the Judiciary are traditionally regarded as the three primary pillars of any state. The latest comments made by Chief Justice Pakistan, Anwar Zaheer Jamali, while addressing lawyer-members of District Bar Association Larkana is actually a condensed charge sheet against the politicians and political system which makes extra ordinary efforts to pass itself off a democratic system despite being anything but democratic.

What the CJP Jamali said in his speech clearly conveys his complete dissatisfaction about the oppressive system that we are forced to live under. Culled from vernacular Urdu print media is what the chief of Pakistan's judiciary said to the members of legal fraternity to which he belongs.

The country, the CJP said, has been governed for 30 years on the strength of the stick. No angel will descend from the sky to abolish corruption and nepotism but anyone among us has to come forward; no institution has succeeded to fulfill its responsibility, he lamented adding that if action is taken against anyone a bigger lobby comes forward for his protection.

In a civilized society, the CJP Jamali continued, providing justice is the basic responsibility of the government and absence of a strong justice-dispensing system destroys a society. Unfortunately the dream of the creation of Islamic welfare state on the lines on which it has to be founded did not come true. However, if we correct our direction and adopt better principles with national fervor we would be able to overcome our problems within a decade.

Asking why Muslims and Pakistanis are looked at with suspicion CJP Jamali offering the answer himself replied that the global powers succeeded to cement this notion because there are weaknesses within us, the countries which gained independence after us are today among the first row while unfortunately we did not get the leadership which could put the nation on the road to progress. The honest leaders of China, Korea, Japan, and Singapore changed the destiny of their nations.

The latest in the series of statements CJP Jamali drawing attention of the powers that be to the total collapse of the political, economic and moral structures in the country continues in the same no-end-to-the-mess-in-sight tone says: When we talk about justice system in Pakistan it is linked to the parliament, the administration, and the judiciary and if any of these institution fails to fulfill its responsibility the performance of the other institutions is affected; the charge sheet emanating from country's top judge continued: the martial law took 30 years away, the country was governed through stick, Pakistan is among those few countries where there have been more-than-necessary legislation for personal interests, the superior court announced many verdicts for the benefit of people but our orders were not implemented by making legislation against them.

Today not only the laborers, farmers, ministers, politicians, and opposition but everyone is talking about corruption – and all this is due to absence of accountability. Here FIA, NAB, and many more institutions like these were made through legislation but can any of these institutions claim that they have carried out their responsibility sincerely?

From here on CJP Jamali's tone, nuance, and cadence clearly elicits the pain seemingly because it involves the pillar that he heads: The disinformation game is also being played with the judiciary; though institutions come out to protect each other but no one cares about the people, the electronic and print media has become so effective that news reaches the people within a few minutes but with due respect there are black sheep there as well who do lie-based programs to spread disinformation in order to divert the attention from real problems.

Addressing judges and lawyers CJP Jamali told them that their salaries are paid from the taxes of the people and thus instead of minting money they should side with the truth and right to solve problems of justice-seekers. It is the basic responsibility of the government to lessen unemployment and provide opportunities to the youths to earn Rizq-e-Halal.

In the past enormous unmerited appointments were made in the institutions, none of the institution succeeded to fulfill its responsibility, CJP Jamali said adding that judiciary looks immensely colorful when one looks in from outside but the reality is extremely bitter and the blame of NAB's failure is passed over to the judiciary and so are the failures of the police and other institutions. Islam advocates strongly about justice the non-provision of which creates anarchy in the society, we stand divided over every single issue, a society could not progress without merit.

The Chief Justice Pakistan, Anwar Zaheer Jamali, has wrapped up, more or less, all the major evils that have turned Pakistan into a decadent, soulless, and immoral society. He has talked about all things debase, which could be attributed to systematic destruction of all institutions, preference of personal interests over national interests, absolute absence of justice, and an all pervading indifference to the highest level.

This is an elaborate charge sheet against the exploitative, oppressive, and inhumane system which its beneficiary ruling elites try to make us believe is 'democratic' and 'liberal'. The charge sheet paints an extremely depressing picture and yet I am sure good would definitely come out of it someday not far off now simply because things don't work in such a complete vacuum.

<u>Source Adapted from:</u> an article by Syed M. Aslam

اھم اعلان

بسلسلہ کُلّیۃ القُرآن لاھور (قرآن کالج)

درس نظامی (8 سالہ کورس) کے درجہ اولیٰ میں داخلے کے خواہشمند طلبہ اوران کے والدین نوٹ فرمالیں کہ بعض انتظامی اور درسی وجوہ کے پیش نظر کلیۃ القرآن میں نئے داخلوں کی پالیسی میں اہم تبدیلیوں کا فیصلہ کیا گیا ہے۔اس فیصلے کے مطابق اس سال سے:

1 صرف میٹرک پاس طلبہ کو داخلہ دیا جائے گا۔
2 داخلے رمضان المبارک کی 15 تاریخ تا شوال کی 10 تاریخ جاری رہیں گے۔
3 داخلوں کے تفصیلی شیڈول کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔
4 مفت رہائش، کھانے اور مفت تعلیم کی سہولت صرف مستحق اور ذہین طلبہ کو دی جائے گی۔
5 درس نظامی کے طلبہ کے لیے ایف اے، بی اے اور ایم اے کی ریگولر کلاسز کا انتظام بھی ہے۔

المعلن: پرنسپل کلیۃ القرآن، اتاترک بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

رابطہ: 0301-4882395 042-35833637

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی رجسٹرڈ کے تحت

رجوع الی القرآن کورس

داعیٔ قرآن ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کے جاری کردہ

مضامین

سال اوّل
- تجوید القرآن
- ترجمۂ قرآن مع ترکیب
- مطالعۂ قرآن حکیم کا منتخب نصاب
- مطالعۂ سیرت النبی ﷺ
- تزکیہ واحسان
- تاریخ اسلام
- عربی گرامر
- بیان القرآن
- سنت وحدیث
- عقیدہ وفقہ
- فکر اسلامی
- توسیعی محاضرات

سال دوم
- علم العقیدۃ
- علوم القرآن
- اصول الفقہ
- فقہ المعاملات
- علم البلاغہ
- اصول التفسیر
- اصول الحدیث
- القواعد الفقہیہ
- تزکیہ واحسان
- الفکر الاسلامی
- علم التفسیر
- علم الحدیث
- فقہ العبادات
- عربی زبان وادب
- توسیعی محاضرات

اوقات تدریس

صبح 8:45 بجے تا دوپہر 1 بجے (پیر تا جمعہ)
حضرات وخواتین کے لیے، تعلیمی قابلیت کم از کم انٹرمیڈیٹ
(خواتین کے لیے شرکت کا باپردہ انتظام ہے)

صبح 8:00 بجے تا دوپہر 1 بجے (پیر تا ہفتہ)
اہلیت برائے داخلہ
سال اول سے فارغ التحصیل یا مساوی اسناد کے حامل افراد

افتتاحی تقریب: 17/جولائی 2016ء بروز اتوار مقام: قرآن اکیڈمی ڈیفنس

- داخلے کا حتمی فیصلہ انٹرویو کے بعد کیا جائے گا۔ انٹرویو کی تاریخیں: 12 تا 14 جولائی 2016ء (صبح 10 تا دوپہر 1)۔
- فیس کوئی نہیں ہے۔ (صاحب خیر حضرات سے عطیات کا خیر مقدم کیا جاتا ہے)۔
- مستحق طلبہ کے لیے وظائف کی گنجائش موجود ہے۔ قیام وطعام کی سہولیات صرف حضرات کے لیے دستیاب ہیں۔
- تفصیلات کے لیے مکتبہ سے پراسپیکٹس حاصل کریں یا ویب سائٹ ملاحظہ کریں۔

آغاز 18/جولائی 2016ء دورانیہ: 10 ماہ

مقاماتِ تدریس

قرآن اکیڈمی ڈیفنس	قرآن اکیڈمی یٰسین آباد	قرآن مرکز گلستان جوہر	قرآن مرکز کورنگی
خیابان راحت، درخشاں، ڈیفنس فیز 6	بلاک 9 فیڈرل بی ایریا، یٰسین آباد	بیسمنٹ، سالکین بسیرا بلاک 14 گلستان جوہر، کراچی۔	متصل مسجد طیبہ، سیکٹر 35/A زمان ٹاؤن، کورنگی نمبر 4، کراچی۔
فون: 021-35340022 0342-2817966	فون: 021-36806561 0323-2020907	0333-3892278 021-34255995	021-35078600 - 35074664 0343-1216738

www.QuranAcademy.com

ٹیلی ویژن چینلز کے ذمہ داروں‘ حکمرانوں اور عوام سے دردمندانہ اپیل

ٹیلی ویژن چینلز کی رمضان ٹرانسمیشن

کہیں ہم ثواب کی اُمید میں گناہ تو نہیں کما رہے !!

- رمضان المبارک نزولِ قرآن کا مہینہ ہے جس میں ربّ کائنات کی لامحدود رحمتیں بارش کی مانند برستی ہیں۔ یہ مسلمانوں کے لیے اجر و ثواب کمانے کے حوالے سے اہم ترین مہینہ ہے۔ لیکن افسوس کہ ہمارے بعض ٹیلی ویژن چینلز اپنی ریٹنگ بڑھانے کے لیے رمضان ٹرانسمیشن کے عنوان کے تحت پروگراموں کو دلکش بنانے کی خاطر اس ماہ کے تقدس کو پامال کرتے ہیں۔
- ہونا تو یہ چاہیے کہ ایسے پروگراموں میں جید علمائے کرام اور مستند سکالرز کو بلایا جائے اور ان سے روزے کے مسائل کے ساتھ ساتھ رمضان المبارک اور قرآن حکیم کی برکات اور فضائل پر باوقار انداز سے گفتگو کی جائے‘ جس سے ناظرین کو اس ماہ کی عظمت اور فضیلت کا اندازہ ہو اور وہ ان سے بھرپور طور پر استفادہ کر کے دین و دنیا کی سعادتیں حاصل کر سکیں۔
- لیکن دیکھا یہ گیا ہے کہ اس ماہِ مقدس میں بعض ٹی وی چینلز پر دینی پروگرام کے عنوان سے سٹیڈیم نما سٹوڈیوز میں عورتوں اور مردوں کی رنگا رنگ مخلوط محفلیں سجائی جاتی ہیں۔ انتہائی غیر سنجیدہ انداز میں سوال و جواب ہوتے ہیں۔ صحیح جواب دینے والے ناظرین کی طرف نہایت مضحکہ خیز انداز میں انعامات اچھال کر محفل کو دانستہ طور پر تفریحی رنگ دیا جاتا ہے۔ چنانچہ مرد و زن کے قہقہوں کی بارش ہوتی ہے‘ والہانہ انداز سے تالیاں پیٹی جاتی ہیں ------- اور یوں اس ماہ مبارک کے تقدس کو پامال کرنے کا سامان کیا جاتا ہے۔

آیئے غور کریں کہ اپنے اس نامناسب طرزِ عمل سے

ہم ثواب کمانے کی بجائے‘ دینی شعائر کا تمسخر اڑا کر‘ کہیں عذابِ الٰہی کو دعوت تو نہیں دے رہے!!!

من جانب: **تنظیمِ اسلامی پاکستان**

بانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ
امیر: حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ

VOL : 25 | Regd. C.P.L NO. 114 | No.24
Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore